قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 02 اپریل 2022ء | 30 شعبان 1443 ہجری قمری | 02 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:80

ارشادِ باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾

(البقرہ:184)

ترجمہ:۔اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

’’اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو روزوں کی فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور فرمایا یہ اس لئے ضروری ہے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو، تا کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو، تا کہ تمہارے اندر خدا کا خوف پیدا ہو، تا کہ تمہارے اندر یہ احساس پیدا ہو کہ خدا کی ناراضگی مول لے کر کہیں ہم اپنی دنیا و آخرت برباد کرنے والے نہ بن جائیں۔ تا کہ یہ احساس پیدا ہو اور اس کے لئے کوشش کرو کہ ہم نے خدا کا پیار حاصل کرنا ہے۔ تو یہ مقصد ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں روزے رکھنے چاہئیں اور یہ وہ مقصد ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں رمضان کا انتظار ہونا چاہئے۔ تبھی ہم گزشتہ سال میں جو رمضان گزرا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، اس میں جو ہم نے نیکیاں کی تھیں، جو تقویٰ اختیار کیا تھا، جو منزلیں ہم نے حاصل کی تھیں، ان کا فیض پا سکتے ہیں۔ اس رمضان میں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں کیا ان پر ہم قائم ہیں۔ کہیں اس سے بھٹک تو نہیں گئے۔ اگر بھٹک گئے تو رمضان نے ہمیں کیا فائدہ دیا۔ اور یہ رمضان بھی اور آئندہ آنے والے رمضان بھی ہمیں کیا فائدہ دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اگر یہ فرض روزے رکھو گے تو تقویٰ پر چلنے والے ہو گے، نیکیاں اختیار کرنے والے ہو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہو گے۔ لیکن یہ کیا ہے کہ ہمارے اندر تو ایسی کوئی تبدیلی نہیں آئی جس سے ہم کہہ سکیں کہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ بات تو سو فیصد درست ہے کہ خدا تعالیٰ کی بات کبھی غلط نہیں ہو

بقیہ صفحہ 7 پر

اس شمارہ میں

- مالک العالمین (منظوم)
- بھانڈے قلعی کرالو
- سحر اور افطار میں اعتدال
- اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز
- رمضان اور زبان کی حفاظت
- چتوری جنگلی بکریاں
- ’’ہمارا کام تو اللہ تعالیٰ خود آسان کر رہا ہے‘‘
- اے ماں تجھے سلام

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے شعبان کے آخری روز خطاب فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہوا ہے۔ ایسا بابرکت مہینہ جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں۔ اور جس کی راتوں کا قیام اللہ تعالیٰ نے نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص کسی بھی اچھی خصلت کو اس میں اپناتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جو اس کے علاوہ جملہ فرائض کو ادا کر چکا ہو۔ اور جس شخص نے ایک فریضہ اس مقدس مہینے میں ادا کیا، وہ اس شخص کی طرح ہو گا جس نے ستّر فرائض رمضان کے علاوہ ادا کئے۔ اور رمضان کا مہینہ صبر کرنے کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ اور یہ مواسات و اخوت کا مہینہ ہے اور یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔

(ماخوذ از الترغیب والترھیب کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان حدیث نمبر 1487)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

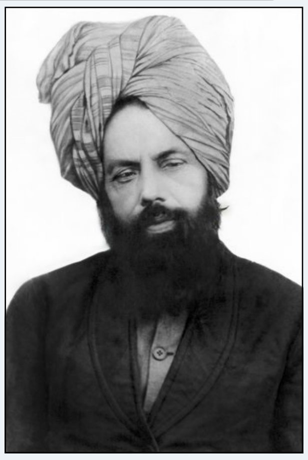

’’روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102 ایڈیشن 1988ء)

دربارِ خلافت

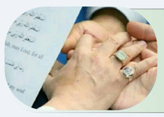

’’یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے‘‘
’’صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا عظیم کام کر گئے۔ آپؑ کے صحابہ میں سے وہ عباد الرحمن پیدا ہوئے جو صاحبِ رؤیا و کشوف تھے۔ وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے عبد بننے کا حق ادا کیا۔ پس گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی آخرین کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ پھر آپ کے صحابہ کو وہ مقام ملا جس نے اُن کو پہلوں سے ملایا، لیکن اب یہ نظام اور جماعت کی ترقیات کی پیشگوئیاں تا قیامت ہیں۔ ہم جب بڑے فخر سے اس کا ذکر کرتے ہیں تو صرف ذکر کافی نہیں ہے، ہمیں اس انقلاب کا حصہ بننے کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو بھی سمجھنا ہو گا۔صرف اپنے بزرگوں کے حالات پر ہم خوش نہیں ہو سکتے۔ہمیں اُس تسلسل کو بھی قائم رکھنے کی ضرورت ہے جو انقلاب کی صورت میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگیوں میں ہمیں نظر آتا ہے۔ آج دنیا کو آفات سے بچانے اور اس کا خدا سے تعلق جوڑنے کی ذمہ داری ہر احمدی پر ہے۔ پس اس کے لئے ہم جب تک انفرادی اور اجتماعی کوشش نہیں کریں گے، ہر ایک اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش نہیں کرے گا، ہم احمدِ ثانی کے حقیقی ماننے والوں میں شامل ہونے والے نہیں کہلا سکتے۔ اور ہم یہ ذمہ داری ادا نہیں کر سکتے جب تک ہم اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کے وہ عباد بننے کی کوشش نہیں کرتے جو فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ کا عملی مظاہرہ کرنے والے ہیں۔ جو وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ کی عملی تصویر بنتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ہماری حالتوں کو سنوارنے کے لئے ایک اور رمضان المبارک سے گزرنے کا ہمیں موقع عطا فرمایا جس میں خدا کا قرب پانے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر لبیک کہنے، ایمان میں ترقی کرنے کے راستے مزید کھل جاتے ہیں۔ پس ہم میں سے وہ لوگ خوش قسمت ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے پیار سے کہے گئے اس لفظ ’’عِبَادِیۡ ‘‘یعنی میرے بندے، کا اس رمضان میں اعزاز پانے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم ایک شوق، ایک لگن سے اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مہینے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے‘‘۔فرمایا’’صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 561)

دلوں کو روشنی بخشنے کے لئے یہ مہینہ بڑا اعلیٰ مہینہ ہے۔ کیوں اعلیٰ ہے؟ اس کی ذاتی حیثیت تو کوئی نہیں ہے۔جس طرح باقی مہینے انتیس یا تیس دن کے ہیں اُسی طرح یہ مہینہ بھی ہے۔لیکن یہ مہینہ اس لئے عمدہ مہینہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس میں دو عبادتوں کو اکٹھا کیا ہے اور اپنے بندوں کو انہیں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے یا موقع دیا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

’’تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے (دوری ہو جائے) اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اُس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 561-562)

پس یہ ہمارا وہ مقصود ہے جسے ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ رمضان میں دو عبادتیں جمع ہو گئیں، جیسا کہ مَیں نے کہا، نماز بھی اور روزہ بھی۔ پس رمضان میں اپنی نمازوں کی بھی خاص حالت بنانے کی ضرورت ہے جس سے ایسا تزکیہ حاصل ہو جو نفس کی برائیوں اور شہوات سے اتنا دور کر دے کہ پھر ہم فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ کی آواز سن سکیں۔ ہماری نمازیں، ہمارے روزے صرف رمضان کے مہینے تک ہی محدود رہنے کے جوش میں نہ ہوں بلکہ اس نیت سے ہوں کہ جو تبدیلی ہم نے پیدا کرنی ہے، اُسے دائمی بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر ہمیشہ لبیک کہنے والا رہنا ہے۔ اپنے ایمانوں کو مزید صیقل کرنا ہے۔ یہ سب کچھ یہ سوچ کر کرنا ہے کہ آج ہماری بقا بھی اس میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے بنیں اور دنیا کی بقا بھی ہم سے وابستہ ہے۔ ہم خود اندھیروں میں ہوں گے تو دنیا کو کیا راستہ دکھائیں گے؟ ہم خود عِبَادِیۡ کے لفظ کی گہرائی سے نا آشنا ہوں گے تو دوسروں کو عباد اللہ بننے کے لئے کیا رہنمائی کریں گے؟ اس زمانہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُس کام کے آگے بڑھانے کے لئے

بقیہ صفحہ 8 پر

مالک العالمین

کل جہاں دلنشین ہے مولا!
تیری دُنیا حسین ہے مولا!

سب خدائی ہے صرف تیری، تُو
مالک العالمین ہے مولا!

تُو سُنے گا مری دعا، تیرے
حرفِ کُن پر یقین ہے مولا

ذرے ذرے سے ہے عیاں یارب!
تیری قدرت مبین ہے مولا!

تیری محتاج ساری دنیا ہے
تُو تو قادر متین ہے مولا!

بندگی میں تری سدا جھکتی
ہر گھڑی یہ جبین ہے مولا!

کس قدر خوش نصیب ہوں بشریٰ
دل میں میرے مکین ہے مولا

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

اداریہ

بھانڈے قلعی کرالو

انسانی اعضاء کو رمضان کی بھٹی میں ڈال کر صاف کرنے کی ضرورت

ہم جب بچپن کے دور سے گزر رہے تھے تو گلی کوچوں سے اکثر ایک صدا سنائی دیتی تھی کہ ’’بھانڈے قلعی کرالو‘‘ (یعنی اپنے برتن پالش کرالیں) تو گھر کی خواتین اپنے پیتل اور تانبے کے برتن نکال کر انہیں قلعی کروایا کرتی تھیں اور جب برتن قلعی کرنے والا شخص ایک جگہ بیٹھ کر اپنی بھٹی کو گرم کرتا اور برتنوں کو قلعی کرنے کا عمل شروع کرتا تو اردگرد کے مکانات سے بھی خواتین اپنے پیتل اور تانبے کے برتن نکال کر لے آتیں اور ہم اس کے قریب کھڑے ہو کر اس عمل کو شوق سے دیکھتے اور انجوائے کرتے کہ کس طرح میلا کچیلا برتن قلعی کرنے سے چاندی جیسا چمکدار سفید یا یوں کہیں کہ ایک بار پھر نیا نکور ہو جاتا تھا۔

اسکولز کی رخصتوں کے دوران اپنے عزیزوں اور دوستوں سے ملنے ملانے اور پڑھائی کی تھکاوٹ دور کرنے کے لئے ہماری مائیں ہمیں گاؤں بھی بھجوا دیا کرتی تھیں۔ ہم نے وہاں بھی یہ چیز مشاہدہ کی کہ جونہی ’’بھانڈے قلعی کرالو‘‘ کی صدا سنائی دیتی تو خواتین اپنے گھروں کی پر چھتیوں سے پیتل اور تانبے کے برتن اٹھا کر لا باہر رکھ دیتیں اور اپنے اس عمل پر ہمیں متعجب پا کر کہتیں کہ بیٹا! پیتل اور تانبے کے برتنوں کو سال میں ایک بار قلعی کروانے سے جہاں برتنوں میں خوبصورتی آجاتی ہے وہاں اس کی کَس (سبز رنگ کا مَیل یا زنگ) بھی مر جاتا ہے اور یوں ان برتنوں کو اٹھا کر قلعی کرانے کے بعد دوبارہ سیٹ کرنے سے گھر کی نہ صرف پر چھتیاں صاف ہو جاتی ہیں بلکہ گھر کے باقی کونے کھدرے بھی نکھر جاتے ہیں۔

یہی عمل ہم نے جو اس زمانہ میں نائی (باربر) کہلاتے تھے اور شادی بیاہ اور دیگر فنکشنز میں کھانا پکایا کرتے تھے کو اپنی دیگوں (پکانے والے بڑے برتن) کو سال میں ایک دفعہ قلعی کرواتے دیکھا۔ پھر چونکہ ربوہ میں دار الضیافت (لنگر خانہ مسیح موعودؑ) بھی ہمارے گھر سے چند قدم پر تھا۔ وہاں بھی اور دیگر لنگر خانوں میں بھی سال میں ایک بار یہ عمل دیکھنے کو ملتا رہا۔

ہماری آج کی نوجوان نسل اور پود کو شائد خاکسار کے اس مضمون پر باندھی گئی یہ تمہید سمجھ نہ آئے یا اسے عجیب سمجھ کر وہ پریشان ہوں۔ اس دور کے نوجوانوں اور بچوں کی معلومات میں اضافہ کے لئے مجھے وضاحت کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ زمانہ قدیم سے لے کر آج کے دَور تک مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں مختلف قسم کے برتن استعمال ہوتے رہے ہیں۔ کبھی لکڑی، کبھی پتھر، کبھی مٹی اور ایک وقت میں تو درختوں کے پتوں کو بھی بطور برتن استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس جدید دور میں بھی سکھوں کے گردواروں میں خاص قسم کے درخت کے بڑے سائز کے پتوں کی بنی ہوئی پلیٹوں میں پرساد (سکھوں کا تبرک) تقسیم کیا جاتا ہے۔ پتوں کی پلیٹوں میں آج بھی امرتسر انڈیا کے گولڈن ٹیمپل میں حلوہ تقسیم ہوتا ہے۔ تقریباً 4-5 دہائیاں قبل پیتل (Brass) اور تانبے (Copper) کے برتنوں کا استعمال عام تھا۔ پھر سلور اور تام چینی کے برتن آئے اور کبھی چاندی کے برتن استعمال ہوئے۔ سلور کے برتنوں کے استعمال کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بھی ایک وقت میں مضرِ صحت قرار دیا تھا۔ اس اہم موضوع پر آپؒ نے اپنے خطبہ جمعہ میں سیر حاصل روشنی ڈالی تھی، جس کی میڈیکل ریسرچ نے تصدیق کی، اپنے محبوب امامؒ کے اس خطبہ کے بعد دیکھتے ہی دیکھتے احمدی گھروں نے سلور کے برتن اپنے گھروں سے نکال دیئے اور ان کی جگہ اسٹیل کے برتنوں نے لے لی، اس عمل کا آغاز ربوہ سے ہوا اور پاکستان کے کئی شہروں کے احمدی گھرانوں نے حفظان صحت کے لئے سلور کے برتن نکال باہر کئے۔ ربوہ میں تو برتن بیچنے والے ایک وقت میں یہ آواز لگایا کرتے تھے کہ ’’سلور کے برتن تبدیل کرا کے اسٹیل کے برتن لے لو‘‘

آج کل اسٹیل کے برتنوں کے ساتھ ساتھ کانچ، stone ware، porcelain اور Pyrex کے برتنوں کا رواج عام ہے۔

پیتل اور تانبے کے برتنوں کو روزانہ پانی، صابن وغیرہ سے دھونے کے باوجود کچھ عرصہ گزرنے کے بعد یا کم از کم سال میں ایک بار ایک خاص دھات Tin سے قلعی کروایا جاتا تھا۔ جس کا طریق کسی حد تک میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ دہکتی ہوئی آگ پر برتنوں کو گرم کر کے Tin کی معمولی رگڑائی کے بعد کپڑا اندر والے حصہ میں پھیرنے سے برتن چاندی کی طرح سفید ہو جاتے ہیں اور کھانے کے ساتھ جو بد ذائقہ کَس مل جاتی تھی وہ بھی ختم ہو جایا کرتی تھی اور کھانے کا اصل مزا دوبالا ہو جاتا تھا۔

قلعی اور کَس کے لغوی معانی

مضمون کو آگے بڑھانے سے قبل قلعی اور کَس کے لغوی معنی جاننا ضروری ہیں۔ قلعی لفظ کے تحت لکھا ہے۔ ایک سفید رنگ کی ملائم دھات جو چاندی سے مشابہت رکھتی ہے اور تانبے و پیتل وغیرہ کے برتنوں پر ملمع کرنے اور مرکب دھات بنانے کے کام آتی ہے۔ رانگ، رانگا، ٹین، ملمع، گلٹ، روغن نیز ظاہری چمک دمک۔ گھروں اور مکانوں کو چونا کرنے کو بھی قلعی کرانا کہتے ہیں اور یہ بھی پرانے وقتوں میں سال میں ایک دفعہ کروایا جاتا تھا۔ آج کل اس چونا کی جگہ کئی اور چیزیں جیسے وائیٹ واش دیواروں پر کرنے والی آگئی ہیں جو مختلف کیمیکلز ملے ہونے کی وجہ سے دو تین سال گزار دیتی ہیں۔

کَس کے معنی۔ تانبے پر کچھ عرصہ کے بعد سبزی مائل رنگ آجاتا ہے۔ یہ اصل میں زنگ ہے جو برتنوں سے اترنا شروع ہو جاتا ہے اور کھانے میں آمیزش کے بعد کھانے کو بدمزا بنا دیتا ہے۔

انسانی اعضاء بمثل برتن

اللہ تعالیٰ نے انسانی اعضا کو بھی کسی نہ کسی رنگ میں برتن کی شکل دی ہے۔ اور شعراء نے بعض اعضاء کو مختلف رنگ کے برتنوں سے تشبیہ بھی دے رکھی ہے۔ جیسے آنکھ کو پیالے سے اور گردن کو صراحی سے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے انسان کے مُنہ کو پیالے سے تشبیہ دیتے ہوئے کمال عمدگی سے نصیحت فرمائی تھی کہ اسی مُنہ سے آپ درود شریف پڑھتے ہو جو دودھ پینے کی طرح ہے اور اسی مُنہ سے بد اخلاقیاں، گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا کرتے ہو جو گندگی کھانے یا پینے کے مترادف ہے۔ ایک ہی پیالے میں گندگی بھی کھاتے ہو اور پھر اسی پیالے میں دودھ بھی پیتے ہیں، عام زندگی میں اگر اس کا تصور کیا جائے تو جھرجھری آجاتی ہے۔ میں آنکھ اور منہ کا ذکر تو کر آیا ہوں۔ کان کی شکل لے لیں، زبان بھی گول ہو کر برتن کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ ہاتھوں کو لیں۔ اس کی انگلیوں کو ہتھیلی کی طرف ملائیں تو برتن کی کیفیت اختیار کر جاتی ہے جسے پنجابی میں ہم ’’بُک‘‘ بھی بولتے ہیں۔ دونوں ہاتھوں کو ملا کر اور پیالہ یا گلاس بنا کر ہم پانی بھی پیتے ہیں۔ ناک کے دونوں نتھنے برتن نما ہیں۔ انسان کی کھوپڑی (skull) تو ہے ہی پیالے کی طرح۔ اور دل کی shape بھی برتن کی طرح ہے۔ اور شعراء نے اس کو مختلف برتنوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ گردوں کو لیں تو ان کی شکل کی ٹرے میڈیکل کے شعبہ میں استعمال ہوتی ہے جس کو kidney tray یا kidney dish کہتے ہیں۔

اعضاء کو قلعی کرانا

انسان کو اپنے برتن نما اعضاء کو بھی قلعی کرتے یا کرواتے رہنے کا حکم ہے۔ جسے ہم پاک صاف اور صفائی وغیرہ کہہ سکتے ہیں۔ قرآن و احادیث میں بار بار ان اعضاء کو دھونے اور پاک صاف کر کے رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

جسم کو مل مل کر دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھوئے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

(درثمین۔ مناجات اور تبلیغ حق)

اُس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا
ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا

(درثمین۔ محاسنِ قرآن کریم)

ویسے تو ہر وقت اور ہر لمحہ ان کو صاف رکھنے کی تلقین ملتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ظاہری برتنوں کو سال میں ایک بار قلعی کرنے کے مقابل پر انسانی برتن نما اعضاء کو پاک صاف اور قلعی کرنے کے لئے سال میں ایک مبارک مہینہ ’’رمضان‘‘ رکھا ہے۔ جس کے متعلق آتا ہے کہ انسان اگر اپنے آپ کو اس ماہ میں اللہ کے حضور صدق نیت سے پیش کرے۔ استغفار اور تسبیح و تحمید کرتے ہوئے روزے رکھے، ذکر الٰہی میں وقت گزارے تو وہ نومولود بچے کی طرح اس رمضان کو خیر آباد کہہ رہا ہو گا یعنی عبادات مکمل کر کے رمضان کا مہینہ پورا کرے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ رمضان اسلامی مہینوں میں نواں مہینہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایک مومن کی اس مہینے نئی روحانی پیدائش ہوتی ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

- پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو وہ نہ بے ہودہ باتیں کرے، نہ شور شرابہ، اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں ’’اِنّی صائم‘‘ کہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الصوم)

- جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے

بقیہ صفحہ 12 پر

احتشام الحسن۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

سحر اور افطار میں اعتدال

رمضان کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سحری کھا کر روزہ رکھا جائے۔سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور ... حدیث 1923)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کی پابندی فرمایا کرتے تھے،خود بھی اور احباب جماعت سے بھی فرمایا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کے لئے بھی سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا۔اس بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر ہے کہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ آپ نے سحری کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ (سحری کے وقت دال روٹی کھا رہے تھے) اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں (ہیں۔ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزے رکھ رہے ہیں۔) ہر ایک سے معلوم کرو کہ ان کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر مَیں کھا چکا تھا اور اذان بھی ہوگئی تھی۔حضور نے فرمایا کھالو۔ اذان جلدی دی گئی ہے۔ اس کا خیال نہ کرو۔’’

(سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 127 روایت نمبر 1163)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز تہجد پڑھنا اور سحری کھانے کے بارے میں ایک روایت بیان فرماتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے۔ یعنی اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْم تک۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع و سجود میں یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔ نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔’’ حضرت میاں بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ’’خاکسار عرض کرتا ہے دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہو جائے سحری کھانا جائز ہے۔ اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لئے لوگ عموماً بعض جگہوں پہ سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح کی اذان صبح صادق کے پھوٹتے ہی ہو جاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہو جاتی ہو۔ اس لئے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے تبیّن تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملے میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہو جائے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ تبیّن کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو کیونکہ ابن مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہوگئی ہے، صبح ہوگئی۔ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔’’

(سیرۃ المہدی جلد اول حصہ دوم روایت نمبر 320 صفحہ 295-296)

بیشک اچھا کھانا تو کھائیں لیکن اس میں بھی اعتدال ہونا چاہئے۔ روزہ رکھ کر یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ ہم نے روزہ رکھنا ہے اور رکھا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ تم ایمان لاؤ اور پھر تنگیوں میں بسر کرو۔ اس لئے ہم نے روزے فرض کئے۔ (اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے) تا تمہاری تنگیاں دُور ہوں۔ یہ ایسا نکتہ ہے جو مومن کو مومن بناتا ہے۔ (یہ نکتہ بڑا یاد رکھنے والا ہے کہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا۔ اور اس کی وضاحت کیا ہے۔) یہ ایسا نکتہ ہے جو مومن کو مومن بناتا ہے اور جو یہ ہے کہ روزے میں بھوکا رہنا یا دین کے لئے قربانی کرنا انسان کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں بلکہ سراسر فائدے کا باعث ہے۔ جو یہ خیال کرتا ہے کہ رمضان میں انسان بھوکا رہتا ہے وہ قرآن کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھوکے تھے ہم نے رمضان مقرر کیا تا تم روٹی کھاؤ۔ پس معلوم ہوا کہ روٹی یہی ہے جو خدا تعالیٰ کھلاتا ہے اور اصل زندگی اسی سے ہے۔ اس کے سوا جو روٹی ہے وہ روٹی نہیں پتھر ہیں جو کھانے والے کے لئے ہلاکت کا موجب ہیں۔مومن کا فرض ہے کہ جو لقمہ اس کے منہ میں جائے اس کے متعلق پہلے دیکھے کہ وہ کس کے لئے ہے۔ اگر تو وہ خدا کے لئے ہے تو وہی روٹی ہے اور اگر نفس کے لئے ہے تو وہ روٹی نہیں۔’’

پس سحری اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھائی جا رہی ہے تو اگر اچھی بھی کھائی جا رہی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے اور وہ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں برکت ہے۔ اور پھر اگر پیٹ بھرنا ہے اور اچھی خوراک کھانا ہے اور مزہ لینا ہے تو پھر وہ نفس کے لئے ہے۔ پھر آگے حضرت مصلح موعود نے وضاحت کی ہے کہ ’’جو کپڑا خدا کے لئے پہنا جائے وہی لباس ہے۔ جو نفس کے لئے پہنا جاتا ہے وہ ننگا ہے۔ دیکھو کیسے لطیف پیرائے میں بتایا کہ جب تک خدا کے لئے تکالیف اور مصائب برداشت نہ کرو تم سہولت نہیں اٹھا سکتے۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کا بھی اِبطال ہو جاتا ہے جو بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کو موٹے ہونے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ (بعض لوگ ایسے ہیں جن کے وزن رمضان میں کم ہونے کے بجائے بڑھ جاتے ہیں۔) حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کے لئے تو رمضان ایسا ہی ہوتا ہے جیسے گھوڑے کے لئے خوید۔ (یعنی گندم اور جَو کی اچھی اعلیٰ خوراک ہوتی ہے۔) وہ لوگ جو ہیں ان دنوں میں خوب گھی، مٹھائیاں اور مرغن اغذیہ کھاتے ہیں اور اسی طرح موٹے ہو کر نکلتے ہیں جس طرح خوید کے بعد گھوڑا۔ یہ چیز بھی رمضان کی برکت کو کم کرنے والی ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 395-396)

اب ایک طرف حکم ہے کہ سحری کھاؤ اس میں برکت ہے۔ افطاری کرو اس میں برکت ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر صرف کھانا ہی مقصد ہو تو ایک یہ چیز اس برکت کو کم بھی کر دیتی ہے۔ پس اعتدال ضروری ہے۔ اچھا کھاؤ لیکن اعتدال کے ساتھ۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’اسی طرح افطاری میں تنوع اور سحری میں تکلفات بھی نہیں ہونے چاہئیں اور یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ سارا دن بھوکے رہے ہیں اب پُرخوری کرلیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ افطاری کے لئے کوئی تکلفات نہ کرتے تھے۔ کوئی کھجور سے، کوئی نمک سے، بعض پانی سے اور بعض روٹی سے افطار کر لیتے تھے۔ ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم اس طریق کو پھر جاری کریں اور رسول کریم ﷺ اور صحابہؓ کے نمونہ کو زندہ کریں’’۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ سورۃ البقرہ زیر آیت 186)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں: ’’پس افطاریوں میں بھی بہتر یہی ہے کہ آپ اپنے ہمسایوں کو دیکھیں، اردگرد جگہ تلاش کریں اور روزمرہ واقف جو آپ کے دکھائی دیتے ہیں ان کو بھیجیں مگر صدقے کے رنگ میں نہیں۔ کیونکہ افطاری کا جو تعلق ہے وہ صدقے سے نہیں ہے۔ افطاری کا تعلق محبت بڑھانے سے ہے اور رمضان کے مہینے میں اگر آپ کچھ کھانا بنا کے بھیجتے ہیں تو طبعی طور پر محبت بھی بڑھتی ہے اور دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ اس عزت

بقیہ صفحہ 12 پر

مترجم: ابو سلطان

ڈائری مکرم عابد خان سے کچھ حصے

اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عاجزی کی ایک مثال

مجھے ہدایات سے نوازنے کے بعد حضور نے ازراہ شفقت دریافت فرمایا کہ اس دن میں نے ناشتے میں کیا کھایا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ حسب معمول ایک toast مکھن اور جام کے ساتھ کھایا تھا اور کافی پی تھی۔حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو تھوڑی غذا ہے۔ اس پر میں نے عرض کی کہ دوپہر کے کھانے میں مچھلی اور چپس کافی وافر مقدار میں کھا لیے تھے۔ حضور انور نے بتایا کہ دوپہر کے کھانے میں آپ نے مچھلی کے دو چھوٹے ٹکڑے اور ایک سینڈوچ تناول فرمایا تھا جو میں نے پارلیمنٹ میں آپ کے پلیٹ میں رکھ کر پیش کیا تھا۔ میں نے عرض کی کہ میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ جماعت نے آپ کو مچھلی اور چپس نہیں بھجوائے ہوں گے۔ حضور نے مسکرا کر ایسا تاثر دیا جیسے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگرچہ یہ حضور کی سادگی اور عاجزی کی ایک مثال ہے تاہم مجھے ذاتی طور پر بہت تکلیف ہوئی کہ مجھے اور دیگر احباب کو اتنا شاندار کھانا ملا جب کہ حضور انور اور خالہ سبوحی کو پیش نہیں کیا گیا۔

حضور انور کے دورہ کے بارے میں لوکل جماعت کے تاثرات

میں نے چند احمدیوں سے حضور انور کے دورہ کے بارے میں تاثرات پوچھے۔ ایک احمدی دوست مکرم محمود احمد صاحب جن کی عمر 41 سال ہے اور تعلق Auckland سے ہے نے بتایا کہ کس طرح حضور انور کا دورہ ان کی روحانیت میں اضافہ کا موجب بنا ہے۔ اور اب وہ جماعت کے زیادہ قریب آ گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے لیے اب جماعت پہلے سے زیادہ فیملی کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ جو حضور انور کے دورہ کا نتیجہ ہے۔

مکرم عمران ملک صاحب جن کی عمر 29 سال اور تعلق Auckland سے ہے نے بتایا کہ حضور انور کے دورہ کے بعد سے انہیں محسوس ہوا ہے کہ ان کی نماز میں لذت کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور انور کی موجودگی کی وجہ سے ان کا جماعت کی خدمت کا جذبہ بڑھ گیا ہے۔

* ایک خادم جو میرا اچھا دوست بن گیا تھا اور واقف نو تھا، اس کا نام عزیزم محسن اقبال اور عمر 16 سال ہے۔ دوران دورہ جب بھی میں اس سے پوچھتا کہ وہ کیسا محسوس کر رہا ہے تو وہ ہر مرتبہ یہی جواب دیتا کہ حضور انور کی موجودگی کی وجہ سے وہ بہت خوش اور جذباتی ہے۔ ہر بار میں اسے ایک نئی ڈیوٹی دیتے ہوئے دیکھتا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو اس نے بتایا کہ وہ صرف جماعت کی خدمت کرنا چاہتا ہے اور اس کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ کس شعبے میں مدد درکار ہے۔ چنانچہ جب بھی اسے معاونت کے لیے بلایا جاتا ہے تو اگرچہ وہ اس کی ڈیوٹی نہ بھی ہو تو پھر بھی وہ خوشی سے معاونت کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔حضور انور کے بارے میں اس نے کہا میں اللہ کا بہت شکر گزار ہوں اور حضور انور کا بھی کہ آپ نیوزی لینڈ دورے پر تشریف لائے۔ میں اس بات پر بھی اللہ کا شکر گزار ہوں کہ مجھے حضور انور کی خدمت کا موقع ملا۔حضور انور کے دورے نے مجھے بہترین احمدی بننے اور اپنے دوستوں کو تبلیغ کرنے پر بھی پر ابھارا ہے۔ میں احمدیت کے لیے اپنی زندگی وقف کرنا چاہتا ہوں۔ میں احمدیت کے لیے ہر طرح کی خدمت کرنے کے لیے تیار ہوں۔

*ایک دوسرے خادم مکرم انس سراج رحیم صاحب جن کی عمر 23 سال ہے نے بتایا کہ حضور انور کی واپسی پر وہ سخت افسردہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کا جی چاہتا ہے کہ حضور اگلے روز ہی نیوزی لینڈ واپس تشریف لے آئیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ حضور انور کے دورہ کے دوران وہ اپنے جائزے لینے پر مجبور ہوئے ہیں اور اب ان کی خواہش ہے کہ وہ جماعت کی خدمت کریں اور مثالی احمدی بنیں۔

* ایک اور احمدی نے بتایا کہ پہلے وہ نمازوں کی ادائیگی میں کمزور تھے مگر اب حضور انور کے دورہ کے بعد سے وہ باقاعدگی اختیار کر چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اب وہ بطور احمدی اپنی ذمہ داریوں کو زیادہ احسن رنگ میں سمجھ سکتے ہیں۔

* مجھے مکرم محمد اقبال صاحب سے بھی بات کرنے کا موقع ملا جو نیوزی لینڈ کے صدر جماعت ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضور انور کی ایک ہفتہ خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہونا اور آپ کی معیت میں وقت گزارنے کی سعادت ملنا زندگی کی شاذ خوش نصیبیوں میں سے ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ حضور انور کو دیکھ کر مجھے احساس ہوا ہے کہ میں کس قدر کمزور ہوں۔ ہر بھلائی اللہ اور اس کے خلیفہ کی طرف سے آتی ہے۔حضور انور کی روانگی نے مجھے افسردہ اور غمگین کر دیا ہے۔ جذبات کے تلاطم میں الفاظ کی ادائیگی کرنا مشکل ہے۔ میں حضور انور سے معافی کا درخواست گزار ہوں اور اپنی کمزوریوں (کی پردہ پوشی) کے لیے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اس تکلیف کے لیے بھی جو آپ کو اس دورے کے دوران میری کسی غفلت کی وجہ سے پیش آئی ہو۔

لجنہ اور ناصرات کے تاثرات

ای میل کے توسط سے مجھے حضور انور کے دورہ نیوزی لینڈ کے متعلق لجنہ اور ناصرات کے جذبات اکٹھے کرنے کا موقع بھی ملا۔مردوں کی طرح ان کے تاثرات بھی حضور انور اور خلافت کے لیے محبت سے لبریز تھے۔ مکرمہ مہ پارہ ملک صاحبہ واقفہ نو نے لکھا کہ ہم حقیقت میں بے حد خوش تھے اور بیتابی سے منتظر تھے جب ہمیں پتہ چلا کہ حضور انور نیوزی لینڈ تشریف لا رہے ہیں اور جب حضور تشریف لائے تو مجھے ایسا لگا کہ میری روح، جسم اور دماغ پر برقی اثر ہوا ہے۔ سارے ماحول پر ایک برقی اثر تھا۔ جیسے کسی بھی لمحہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔حضور انور کی آمد پر اور ایک ہفتہ قبل میں بہت کم نیند پر گزارا کر رہی تھی مگر کمال کی بات یہ تھی کہ میں تھکاوٹ محسوس نہیں کر رہی تھی اور یہ ایک انمول اور حوصلہ افزا تجربہ تھا۔حضور کے دورہ نے میری زندگی بدل دی۔ اس نے میرے میں ہر چیز کے لیے ایک جوش بھر دیا ہے۔ حضور کے دورہ کے بعد میں خود میں بہت تبدیلی محسوس کر رہی ہوں۔ میں اپنی ذمہ داریوں کو پہلے سے زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتی ہوں۔ اگر یہ میرے دائرہ اختیار میں ہوتا تو حضور انور اور آپا جان کو کبھی نیوزی لینڈ سے واپس نہ جانے دیتی۔ میری خواہش ہے کہ کاش وہ اس وقت یہاں ہوتے۔ جب وہ یہاں ہوتے ہیں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا ایک حقیقی مقصد ہے۔

*عزیزہ دانیہ شفیق جن کی عمر 13 سال ہے، نے لکھا کہ حضور انور کا دورہ میرے لیے نہایت خوش کن تھا اور ایسا تھا جیسے کوئی خواب سچ ہو گیا ہو۔حضور کا دورہ ہماری جماعت کے لیے برکتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس لیے اس نے کئی طرح سے ہماری مدد کی ہے اور ذاتی طور پر میں پہلے سے بہتر محسوس کر رہی ہوں۔ میں نے کارٹون دیکھنا چھوڑ دیے ہیں اور ایم ٹی اے دیکھنے کی وجہ سے میرا علم بڑھ رہا ہے کیونکہ اب میں حضور کے خطبات جمعہ دیکھتی ہوں۔ ہر چیز جو حضور کے دورہ کے دوران ہوئی وہ ہمیشہ میری یادداشت کا حصہ رہے گی۔

*ایک ممبر لجنہ مکرمہ حمدہ مبارک نے لکھا کہ یہ میری حضور سے پہلی ملاقات تھی اس لیے بے حد خوش تھی۔ جیسا کہ پاکستان میں رہتے ہوئے ہمیں حضور سے ملاقات کا موقع نصیب نہیں ہو سکتا۔ ایسا بقیہ صفحہ 12 پر

محمد لقمان

رمضان اور زبان کی حفاظت

ہمارے دین میں جہاں باہم محبت، اخوت اور احترام کے جذبات رکھنے اور ان پر عمل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے وہیں ایسی باتوں سے رکنے اور ان سے پرہیز کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے جن کا معاشرے کے امن وسکون اور باہمی رواداری اور محبت پر منفی اثر پڑ سکتا ہے۔

خدا اور اس کے رسول نے اعضائے انسانی کے ذریعہ جنم لینے والے گناہوں سے خبردار بھی کیا ہے اور ان سے بچنے کی نہ صرف تلقین کی ہے بلکہ وہ راہیں بھی بتائی ہیں جن پر چل کر ان گناہوں سے بچا جا سکتا ہے۔ زبان بھی ایک ایسا اہم عضو ہے جس کے ذریعہ انسانی معاشرے میں عدم محبت، بے چینی اور بے سکونی کی فضا پیدا ہو کر باہم تکدر کی فضا بنتی ہے۔ یہ اس کے غلط استعمال سے نحوست کے سانپ پیدا ہوتے، پنپتے اور پھر ڈستے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن کریم، احادیث نبویہ اور ارشادات امام الزمان میں زبان کی حفاظت کی بہت تاکید آئی ہے۔

زبان اللہ تعالیٰ کی انسان کو عطا کردہ عظیم ترین نعمتوں میں سے ایک ہے، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر گفتگو کی صلاحیت پیدا کی، وہ اپنے دل کا مدعا زبان کے ذریعہ بیان کرتا ہے، معاملات سرانجام دیتا ہے، کھانے کے ذائقوں کو معلوم کرتا ہے۔ ذرا غور کیا جائے اور ان لوگوں کی طرف نظر کی جائے جو قوت گویائی سے محروم ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ زبان کے بغیر اپنا مدعا بیان کرنا کس قدر مشکل امر ہے۔

فرمانِ الٰہی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں زبان اور اس جیسی عظیم الشان نعماء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ. وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ. وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ

(البلد: 9-11)

کیا ہم نے اُس کی دو آنکھیں نہ بنائیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ (عطا کئے) اور ہم نے اسے دو راستے دکھائے۔

دو راستوں سے مراد اچھائی اور برائی کا راستہ ہے

علماء نے لکھا ہے کہ ان آیات میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ انسان اپنی زبان کا استعمال منفی باتوں کے لئے نہ کرے اور فضول و بے فائدہ باتوں سے باز رہے۔ دو ہونٹ اس لئے بھی عطا کئے ہیں کہ اگر زبان غلط طرف جانے لگے تو ان ہونٹوں کو بند کر کے اسے روک دیا جائے۔

آنحضرت ﷺ نے متعدد مواقع پر زبان کی حفاظت کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

نجات کا ذریعہ

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! نجات کیا ہے؟ فرمایا

اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ

(ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

یعنی اپنی زبان کو روک لو (زبان کی حفاظت کرو) اور تمہارا گھر تمہارے لئے کافی ہو اور اپنے گناہوں پر روتے رہو۔

تمام اعضاء زبان کے تابع

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكَفِّرُ اللِّسَانَ فَتَقُوْلُ: اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ، فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا

(ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

یعنی ہر صبح تمام اعضاء انسانی عاجزی کرتے ہوئے زبان سے کہتے ہیں کہ تو خدا سے ڈرتی رہ۔ ہم سب تیرے تابع ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑے ہو جائیں گے۔

نیکیوں کی جڑ

حضرت معاذؓ سے ایک دن آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا میں تمہیں تمام نیکیوں کی جڑ نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کی جی یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى لِسَانِهٖ قُلْتُ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ: ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ، اَوْ قَالَ: عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ، اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ

(ترمذی 3/357 و مسند احمد بن حنبل 5/231)

فرمایا تم اسے روکے رکھو اور آپ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا (یعنی اس زبان کی حفاظت کرو) میں نے عرض کی یا نبی اللہ! کیا ہم اپنی باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے۔ آپؐ نے (اپنی بات پر زور دیتے ہوئے فرمایا) زیادہ تر لوگ اپنی باتوں کی وجہ سے ہی جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

ایک موقع پر فرمایا مَنْ يَّضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ

(بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان)

یعنی جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

سب سے خطرناک چیز

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! جن چیزوں کا آپؐ مجھے خوف دلاتے ہیں ان میں سب سے زیادہ خطرناک کیا چیز ہے؟ آنحضور ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا یہ چیز۔ (یعنی انسان کی زبان سب سے زیادہ خطرناک چیز ہے)

(ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فی حفظ اللسان)

حضرت ابوبکرؓ کا ایک واقعہ

حضرت عمرؓ ایک دن حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی زبان کھینچ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ آپ کو معاف کرے، آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمانے لگے۔

اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِيْ شَرَّ الْمَوَارِدِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الْجَسَدِ اِلَّا وَهُوَ يَشْكُوْا ذَرَبَ اللِّسَانِ عَلٰى حِدَّتِهٖ

(مسند ابو یعلی 1/36)

یعنی یہی زبان مجھے بدترین گھاٹے پر لے جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسم کا ہر حصہ زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ اس لئے میں زبان کو کھینچ رہا ہوں تا کہ اس کی تیزی باقی نہ رہے اور میرے قابو میں رہے۔

حقیقی مومن کی پہچان

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔ اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

اسے سے ملتی جلتی ایک اور روایت ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ

(سنن نسائی کتاب الایمان و شرائعہ باب صفۃ المومن حدیث نمبر 4995)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ ہوں اور حقیقی مومن وہ ہے جس سے لوگوں کو اپنی جان و مال کے بارہ میں کوئی خطرہ نہ ہو۔

یہاں یہ وضاحت مناسب ہوگی کہ ارکان ایمان اور ارکان اسلام کا واضح حکم موجود ہے جو ایمان واسلام کی لازمی شرط ہیں لیکن آنحضرت ﷺ اپنی امت میں ایسے پاک اور نیک خصائل پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ جن کو اختیار کرنے سے وہ حقیقی عبدمسلم اور عبدمومن کہلانے کے مستحق ٹھہریں۔ مندرجہ بالا روایت میں زبان کو ہاتھ پر فوقیت دی گئی ہے جس سے مترشح ہوتا ہے کہ ہاتھ سے زیادتی کا مقام زبان سے زیادتی کے بعد یا اسی کے نتیجہ میں آتا ہے۔

کسی شاعر نے کہا ہے

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ
وَ لَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَان

یعنی نیزوں کے زخم تو بھر جاتے ہیں مگر زبانوں سے لگے زخم ایک عرصہ تک نہیں بھرتے۔

حفاظتِ زبان

1۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کا بے ہودہ باتیں سننے پر ایک مخصوص طرز عمل بیان فرمایا ہے اور یہ تمام اہل ایمان کے لئے زبردست نمونہ ہے جسے اختیار کر کے اپنی زبان کی حفاظت کی جا سکتی ہے۔فرمایا

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿٥٦﴾

(القصص:56)

اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال ہیں۔بس تمہیں سلام، ہم جاہلوں کا ساتھ نہیں چاہتے۔

گویا جب بے ہودہ گوئی کے جواب میں سخت کلامی کرنے کی بجائے سلام کہتے ہوئے مجلس سے کوئی اٹھ جائے تو اسے ضرورت ہی نہیں رہتی اپنی زبان کو آلودہ کرنے کی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اس حوالے سے تاکیدی حکم بھی دیتا ہے فرمایا وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٩﴾

(الانعام:69)

اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کوئی اور بات کرنے لگیں۔اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم کے ساتھ مت بیٹھ۔

2۔قیامت کے دن اعضاء انسان کے خلاف گواہی دیں گے یہ مقام خوف ہے فرمایا

يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٥﴾

(النور:25)

جس دن (قیامت کے روز) ان کی اپنی زبانیں، ہاتھ اور پاؤں ان کے کاموں کے متعلق ان کے خلاف گواہی دیں گے۔یعنی اعضاء گواہی دیں گے کہ اس شخص کو یہ اعضاء بطور نعمت ملے تھے مگر اس نے ان سے کیا کیا غلط کام لئے خود وہ اعضاء اس بارے میں گواہی دیں گے۔ان اعضاء میں سے ایک زبان بھی ہے۔اگر انسان اس دن کا یہ نتیجہ سامنے رکھتے ہوئے زبان کا استعمال کرے گا تو یقینی طور پر محتاط ہوگا۔

3۔اللہ تعالیٰ کے دو فرشتے ہر وقت انسان کے دائیں بائیں موجود رہتے ہیں۔اگر انسان کو یہ خوف ہر وقت دامنگیر رہے کہ میں نے زبان سے جو بات بھی نکالی وہ لکھی جائے گی تو وہ ضرور احتیاط کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿١٨﴾ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٩﴾

(ق:18-19)

یعنی جب دو (فرشتے) لکھنے والے اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے سب ریکارڈ کرتے ہیں اور جب بھی وہ کوئی بات منہ سے نکالتا ہے تو اس کے پاس ایک تیار نگران موجود ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿١١﴾ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿١٢﴾ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴿١٣﴾

(الانفطار:11-13)

اور تم پر نگران مقرر ہیں جو معزز لکھنے والے ہیں وہ جانتے ہیں اسے جو تم کرتے ہو۔

4۔یہ حدیث بھی ہر وقت زیر غور رہنی چاہیے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ زیادہ لوگ کس عمل کی وجہ سے جنت میں جائیں گے، آپؐ نے فرمایا اللہ کے تقویٰ اور حُسنِ خُلق کی وجہ سے۔پوچھا گیا کہ کس عمل کی وجہ سے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔آپؐ نے فرمایا مُنہ اور شرمگاہ کی وجہ سے۔

(سنن الترمذی کتاب البر والصلہ حدیث نمبر 2004)

آنحضرت ﷺ کی تاکید

آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے لوگوں کو تاکیدی ہدایت فرمائی ہے کہ

جس کا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اسے چاہیئے کہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب حدیث 6018)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان اسلامی اخلاق کو از سر نو زندہ کیا جو قریباً معدوم ہو چکے تھے آپ نے رفق، رحمت، رأفت اور عفو کے رنگ اختیار کرنے کا نہ صرف درس دیا بلکہ اس پر خود عمل کر کے اپنے نمونہ کے ذریعہ اپنی جماعت کی تربیت کی اور نہ صرف یہ کہ ان اخلاق کو اختیار کرنے کا درس دیا بلکہ بڑی شدّت سے ان پر زور بھی دیا۔آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

’’جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیز گاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔‘‘

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ 44)

چوتھی شرط بیعت

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے جو دس شرائط بیعت رکھیں ان میں سے چوتھی شرط بیعت یہ تھی کہ:۔

چہارم۔یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

ترکِ شر کی ایک قسم

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

’’چوتھی قسم ترکِ شر کی اخلاق میں سے رفق اور قولِ حسن ہے اور یہ خُلق جس حالتِ طبعی سے پیدا ہوتا ہے اس کا نام طلاقت یعنی کشادہ رُوئی ہے۔بچہ جب تک کلام کرنے پر قادر نہیں ہوتا، بجائے رفق اور قولِ حسن کے طلاقت دکھلاتا ہے۔یہی دلیل اس بات پر ہے کہ رفق کی جڑ جہاں سے یہ شاخ پیدا ہوتی ہے۔طلاقت ہے۔طلاقت ایک قوت ہے اور رفق ایک خُلق ہے جو اس خُلق کو محل پر استعمال کرنے سے پیدا ہوتا ہے اس میں خدا تعالیٰ کی تعلیم یہ ہے وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔

(البقرہ:84)

یعنی لوگوں کو وہ باتیں کہو جو واقعی طور پر نیک ہوں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 57-58)

ہم ماہ رمضان میں داخل ہو رہے ہیں۔رمضان کے حوالہ سے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان پر قابو رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔اس لئے ہمیں زبان کو موقع و محل پر درست استعمال سکھنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔آمین

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

سکتی۔بندہ جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہے۔پس یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے اندر ہی کمزوریاں اور کمیاں ہیں یا تو پہلے رمضان جتنے بھی گزرے ان سے ہم نے فائدہ نہیں اٹھایا، یا وقتی فائدہ اٹھایا اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے چلے تھے۔حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ تقویٰ کا جو معیار گزشتہ رمضان میں حاصل کیا تھا، یہ رمضان جو اَب آیا ہے، یہ ہمیں نیکیوں میں بڑھنے اور تقویٰ حاصل کرنے کے اگلے درجے دکھاتا۔پس جنہوں نے گزشتہ سال کے رمضان میں اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں، جو تقویٰ حاصل کیا، جو تقویٰ کے معیار اپنی زندگیوں کے حصے بنالئے وہ تو خوش قسمت لوگ ہیں اور اب ان کے قدم آگے بڑھنے چاہئیں۔اور جو بُھلا بیٹھے یا جنہوں نے کچھ حاصل ہی نہیں کیا ان کو سوچنا چاہئے کہ روزے ہمیں کیا فائدہ دے رہے ہیں۔اگر کسی چیز کا فائدہ ہی نہیں ہے تو اس کو کرنے کی کیا ضرورت ہے۔لیکن جیسا کہ میں نے کہا روزوں کا فائدہ ہے اور یقیناً ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔پس ہم سے جو غلطیاں ہوئیں اس کی خدا سے معافی مانگنی ہو گی اور یہ عہد کرنا ہو گا کہ اے میرے خدا میری گزشتہ کوتاہیوں کو معاف فرما اور اس رمضان میں مجھے وہ تمام نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما جو تیرا قرب دلانے والی ہوں اور مجھے اس رمضان کی برکات سے فیضیاب کرتے ہوئے ہمیشہ تقویٰ پر چلنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7/ اکتوبر 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مدثر ظفر

چٹوری جنگلی بکریاں

آئی بیکس جو کیلشیم کے لیے اپنی زندگیاں خطرے میں ڈالتی ہیں

جس شخص کو کسی چیز کی چاٹ لگ جائے اور اس کے ذائقے کا اسیر ہو اور مذکورہ چیز کے حصول کے لیے اپنی جان جوکھن میں ڈالے اور فضول خرچی کرنے لگے چٹورا کہلاتا ہے۔مثل مشہور ہے کہ ’’چٹورا کھاوے اپنا گھر، بَٹورا کھاوے دونوں گھر‘‘ یعنی پیٹو چٹورا تو کھا پی کر صرف اپنا گھر اجاڑتا ہے لیکن جمع کرنے والا اپنا بھی اور دوسرے کا گھر بھی اجاڑتا ہے۔اس مثل کا پہلا حصہ آئی بیکس یعنی جنگلی بکریوں پر خوب صادق آتا ہے۔بادی النظر میں ان بکریوں کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ یہ ڈیم کی عمودی دیوار پر باآسانی چڑھ سکتی ہیں۔بنیادی طور پر یہ سبزی خور جانور ہیں لیکن ان چٹوری بکریوں کو نمک کی لت لگ گئی ہے۔یہ گرمیوں میں اپنا زیادہ وقت جنگل میں گھاس پھوس چرنے میں گزارتی ہیں تاکہ سردیوں کے لیے اپنے جسم میں کافی چربی جمع کر لیں۔بالعموم نر کا وزن 100 کلو اور مادہ 50 کلو تک ہوتی ہیں۔نر اور مادہ الگ الگ رہتے ہیں اور صرف دسمبر، جنوری میں افزائش نسل کے لیے اکھٹے ہوتے ہیں۔

اٹلی میں واقع سنگینو ڈیم اس وقت دنیا کی توجہ کا مرکز بنا جب ڈیم کے اطراف میں رہنے والی جنگلی بکریوں (آئی بیکس) کو ڈیم کی 161 فٹ اونچی عمودی دیوار پر چڑھے ہوئے دیکھا گیا۔ایک شخص نے ان کی وڈیو بنا کر یوٹیوب پر اپ لوڈ کر دی۔

ڈیم کی دیواریں بنانے لیے استعمال کی گئی چٹانوں پر پانی میں حل شدہ منرل کی تہ جم جاتی ہے۔یہ منرل کیلشم پر مشتمل ہوتے ہیں جو ان جنگلی بکریوں کو صحت مند رکھنے میں انتہائی معاون ہوتے ہیں۔کیلشیم سے بھرپور یہ نمک ان کی ہڈیوں اور پٹھوں کی نشو نما اور ان کے نروو سسٹم کے لیے بہت ضروری ہے۔جس کے حصول کے لیے ان بکریوں کو ڈیم کی سینکڑوں فٹ اونچی دیوار پر چڑھنا پڑتا ہے۔پالتو جانوروں کو خوراک کے ساتھ الگ سے نمک دیا جاتا ہے لیکن جنگل میں ایسی کوئی سہولت موجود نہیں اور جنگلی گھاس سے کیلشیم کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں اس لیے آئی بیکس ڈیم کی دیواروں پر لگا نمک چاٹنے کے لیے دیوار پر چڑھتی ہیں۔انہیں موسم بہار میں کیلشیم کی طلب زیادہ ہوتی ہے۔ڈیم کی بلند و بالا تقریباً عمودی دیوار پر انہیں ایک ایک قدم پھونک کر رکھنا پڑتا ہے اور چند سینٹی میٹر کے غلط اندازے کا مطلب صرف موت ہے۔

مادہ آئی بیکس بچوں کو اپنے ساتھ لے کر ڈیم کی دیواروں پر چڑھنے کا عملی مظاہرہ کرتی ہے۔بچے ماں کے قدموں کی پیروی کرتے ہوئے دیورا پر چڑھتے ہیں۔ماں کے ساتھ دیورا پر چڑھنے کی مشق سے کچھ ہی دنوں میں بچے دیوار پر چڑھنا سیکھ لیتے ہیں اور ماں کے محتاج نہیں رہتے۔

انہوں نے اپنی پہاڑ سر کرنے کی قابلیت کو کمال مہارت سے ڈیم کی دیوار پر چڑھنے میں استعمال کیا ہے۔ان کے کھروں کی بناوٹ ایسی ہے کہ

دیوار کے ساتھ ناکافی جگہ پر بھی بہت اچھے طریقے سے اپنا توازن قائم رکھ سکتے ہیں۔حتیٰ کہ چٹانوں کے جوڑوں پر لگے ابھرے ہوئے سیمنٹ پر جہاں صرف چند سینٹی میٹر جگہ ہو یہ آرام سے پاؤں جما لیتی ہیں۔

مشاہدہ میں یہ بات سامنے آئی کہ نروں کے مقابلہ میں مادہ آئی بیکس ہی زیادہ تر ڈیم کی دیوار پر چڑھتی ہیں۔اس کی حتمی وجہ تو معلوم نہیں البتہ نر آئی بیکس کے سینگ مادہ کے مقابلہ میں زیادہ بڑے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انہیں ڈیم کی دیوار پر اپنا توازن برقرار رکھتے ہوئے نمک چاٹنے میں مشکل پیش آتی ہے۔یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہیں زیادہ کیلشیم کی ضرورت ہی نا ہو۔

ڈیم توانائی کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہونے کے باوجود قدرتی ماحول کو تباہ کرنے اور زمین کی تزئین کو بگاڑنے میں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔لیکن قدرت نے انسانی دست برد سے متاثر ماحول میں اپنی مخلوق کو فائدہ پہنچانا بھی سکھایا ہے۔ڈیم کی دیواروں سے نمک چاٹتی ہوئی بکریاں اس کی ایک بہترین مثال ہیں۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بھیجا ہے جس کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے، پس جو سوال اللہ کے بندوں نے، اُن بندوں نے جو اللہ تعالیٰ کو پانے کی خواہش رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا، وہی سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق سے دنیا نے کیا اور آپ نے اُن کو اصلاح کا طریق بتایا، اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کا طریق بتایا اور ایک جماعت اپنے ارد گرد جمع کر لی، اور یہی سوال مومنین کی جماعت سے آج دنیا کا ہے۔ پس مومنین کی جماعت اُس وقت اس کا صحیح جواب دے سکتی ہے جب جماعت کا ہر فرد اُس معیار کو حاصل کرنے والا ہو جو لبیک کہنے والوں اور ایمان لانے والوں کا ہونا چاہئے، ایمان میں ترقی کرنے والوں کا ہونا چاہئے۔ جب خدا تعالیٰ بھی ہماری پکاروں کا جواب دے رہا ہو گا، جب ہمیں فَاِنِّي قَرِيۡبٌ کا صحیح ادراک حاصل ہو گا۔ آج دنیا میں ہر جگہ فساد ہی فساد نظر آ رہا ہے۔مشرق ہو یا مغرب، مسلمان ممالک ہوں یا عیسائی ترقی یافتہ ممالک، ایک بے چینی نے دنیا کو گھیرا ہوا ہے۔ اور گزشتہ دنوں اسی ملک میں جو توڑ پھوڑ اور بے چینی کا اظہار کیا گیا ہے اُس نے ان لوگوں کی بھی آنکھیں کھول دی ہیں کہ صرف غریب ملکوں کا امن ہی خطرے میں نہیں ہے، ان لوگوں کا امن بھی خطرے میں ہے۔ پس اس کا ایک ہی علاج ہے کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کا عبد بنایا جائے لیکن کس طرح؟ ہمارے پاس تو کوئی طاقت نہیں ہے اور نہ ہی کسی دنیاوی طاقت کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی پہچان کروائی جاسکتی ہے۔ دنیا کی حالت کو سنوارنے کے لئے صرف ایک ہی طریقہ ہے جو اس زمانہ کے امام نے ہمیں بتایا ہے کہ جہاں اس امن کا پیغام پہنچاؤ وہاں دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی مدد بھی چاہو۔ دعاؤں کی طرف زیادہ زور دو۔ جہاں کوششیں کرو وہاں کوششوں سے زیادہ دعاؤں پر انحصار کرو۔ لیکن جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور دعاؤں کی قبولیت اُنہیں ہی ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنیوالے اور اللہ پر اپنے ایمان کو مضبوط کرنے والے ہیں۔ دعاؤں کی قبولیت کے جو طریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں بتائے ہیں، اُن میں سے بعض کو مختصراً پیش کرتا ہوں۔ وہ کونسی باتیں ہیں جن پر لبیک کہلوا کر، اللہ تعالیٰ دعاؤں کے سننے اور جواب دینے کا فرماتا ہے۔ وہ کس قسم کا ایمان ہے جو ہدایت کے راستوں کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے بندے اور خدا کے تعلق کو مضبوط کرتا ہے۔ ایک شرط جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمائی ہے کہ انسان تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد1 صفحہ 535 مطبوعہ ربوہ) خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت ہر وقت اُس کے سامنے رہے۔ ہر وقت یہ سامنے رہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ میری ہر حرکت وسکون اُس کے سامنے ہے۔ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہونا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والا ہو۔ جسمانی اعضاء بھی خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق عمل کرنے والے ہوں اور تمام اخلاق اور مخلوق سے تعلق بھی خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہو۔ اور یہی اصل تقویٰ ہے کہ انسان کی آنکھ، کان، ناک، زبان، ہاتھ، پاؤں سب وہ حرکت کر رہے ہوں جو خدا تعالیٰ کو پسندیدہ ہیں۔ اور یہ اُس وقت ہوسکتا ہے جب خدا تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین پیدا کرو۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک اہم بات یہ بھی فرمائی کہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے خدا تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین ضروری ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلدنمبر 3 صفحہ 522 مطبوعہ ربوہ) پھر اس بات پر یقین کہ اگر خدا تعالیٰ ہے اور یہ زمین وآسمان اور یہ کائنات اور تمام کائناتیں اور ہر وہ چیز جس کا ہمیں علم ہے یا نہیں، اُس کا پیدا کرنے والا خدا ہے اور صرف پیدا کرنے والا ہی نہیں بلکہ وہ تمام قدرتوں کا مالک بھی ہے، وہ تمام طاقتوں اور قدرتوں کا سرچشمہ بھی ہے۔ وہ قدرت رکھتا ہے کہ جس چیز کو پیدا کیا اُس کو فنا بھی کر سکے۔ وہ قدرت رکھتا ہے کہ جس چیز کو چاہے وہ پیدا کر دے۔ وہ زندگی دینے والا بھی ہے اور موت دینے والا بھی ہے۔مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور زندوں کو مارنے والا ہے۔ اور دعائیں جو مُردوں میں نئی روح پھونک دیتی ہیں ان کے ذریعہ سے ایک انقلاب پیدا کرنے والا ہے۔تو تب یہ ایمان ہو گا کہ وہ سب قدرت رکھتا ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو سن کر قبول کرے، اور وہ اُن دعاؤں کو قبول کرتا ہے جسے وہ بہتر سمجھتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلدنمبر 2 صفحہ 267 مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ 12/ اگست 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

رپورٹ: لئیق احمد عاطف۔ مبلغ سلسلہ و صدر جماعت مالٹا

’’ہمارا کام تو اللہ تعالیٰ خود آسان کر رہا ہے‘‘

جماعت احمدیہ مالٹا کی تبلیغی کاوش۔ چرچ کی عمارت میں لیکچرز اور بین المذاہب پروگرام میں اسلام احمدیت کی نمائندگی

ہر احمدی کا یہ یقین اور ایمان ہے کہ ہمارے سارے کام خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ہمیں بس اخلاص و وفا کے ساتھ کوشش کرنے کی ضرورت ہے باقی سب وہ رحیم وکریم فضل و احسان فرماتے ہوئے راہیں آسان فرما دیتا ہے۔ ہمارے پیارے امام حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ 10؍ فروری 2017 میں فرماتے ہیں:

’’ہم میں سے ہر ایک کا یہ کام ہے کہ درد کے ساتھ اسلام کی حقیقی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور ہر شخص تک پہنچانے کے لئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی کریں۔۔۔ یہ کام آج مسیح محمدی کے غلاموں کا ہی ہے کہ اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ ہمارا کام تو اللہ تعالیٰ خود آسان کر رہا ہے۔۔۔ پس اگر ہم نے حق بیعت ادا کرنا ہے تو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مددگاروں میں بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔‘‘

بلاشبہ ہمارے کام تو ہمارا پیارا خدا خود آسان کر رہا ہے اور خود اپنی جناب سے تبلیغ اسلام احمدیت کے ذرائع اور مواقع پیدا فرما رہا ہے۔ ہر ملک اور ہر خطہ ارض اس خدائی نصرت کا شاہد ہے۔ ارض مالٹا بھی ہر دن انہی خدائی نصرت کے نظاروں کی شاہد ہے۔ فالحمد للّٰہ رب العالمین۔

مالٹا کے ایک چرچ کی عمارت میں لیکچرز

ایک فلاحی تنظیم Happy Parenting نے اپنے دو پروگراموں، جو کہ چرچ کے ساتھ منسلکہ ہال میں منعقد ہوئے، میں اسلام احمدیت کے بارہ میں لیکچرز کے لئے مدعو کیا۔ خاکسار کو ان دونوں پروگراموں میں والدین کے حقوق، والدین کی خدمت اور ان کا ادب و احترام اور بچوں کی مناسب پرورش کے بارہ میں اسلامی تعلیمات، جماعت احمدیہ کا تعارف اور حاضرین کے سوالوں کے جواب دینے کی بفضل اللہ تعالیٰ توفیق ملی۔ یہ پروگرام دو گھنٹوں سے زائد وقت تک جاری رہے۔ حاضرین نے بڑی دلچسپی سے ان لیکچرز کو سنا اور کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ آئندہ بھی جماعت کی طرف سے مختلف معاشری اور مذہبی موضوعات پر لیکچرز ہوتے رہیں کیونکہ انہیں بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا ہے۔

مالٹا 316 مربع کلومیٹر پر مشتمل ایک چھوٹا سا ملک ہے تاہم اس میں 365 کے قریب چرچ ہیں جس سے مقامی افراد کے سخت رومن کیتھولک عقائد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ایسے ملک میں چرچ کی عمارت میں اسلام کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملنا دلی تسکین اور طمانیت کا باعث ہے اور یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں، رحمتوں اور برکتوں کا ثمرہ ہے۔ الحمد للّٰہ

Universal Peace Federation کے سینٹر میں تقریر

یونیورسل پیس فیڈریشن نے اپنے سینٹر میں اسلام احمدیت کے بارہ میں تقریر کے لئے جماعت کو دعوت دی۔ خاکسار کو اسلامی اخلاقیات اور معاشرتی اقدار کے بارہ میں اسلامی تعلیمات، جماعت احمدیہ کا تعارف اور حاضرین کے سوالوں کے جواب دینے کی توفیق ملی۔ یہ پروگرام دو گھنٹوں تک جاری رہا۔ پروگرام کے بعد بھی تقریباً ایک گھنٹہ تک وہاں رہنے اور مختلف موضوعات پر گفتگو کا موقع ملا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذلك

بین المذاہب پروگرام میں اسلام احمدیت کی نمائندگی

مالٹا کی سابقہ صدر مملکت مکرمہ میری لوئیس کولیرو پریکا صاحبہ نے International Interfaith Harmony Week جو کہ فروری میں منایا جاتا ہے کے موقع پر ایک بین المذاہب پروگرام کا انعقاد کیا جس میں مذہبی راہنماؤں اور بچوں کو مدعو کیا گیا۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی وفد کے ساتھ اسلام احمدیت کی نمائندگی کی توفیق ملی۔ بچوں کے پروگرام میں عزیزم نعمان عاطف صاحب واقف نو نے جماعت کی طرف سے پیغام پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ پیغام بہت زیادہ پسند کیا گیا اور بچوں کے پروگرام کی انچارج نے جب یہ پیغام سنا تو بے ساختہ بولیں ’Wow!‘ یعنی بہت خوب، ماشاء اللہ۔ اور تمام حاضرین نے بھی اس پیغام کو پسند کرتے ہوئے کھل کر داد دی۔ آخر ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ اس موقع پر پڑھا جانے والا پیغام قرآنی تعلیمات کا خلاصہ تھا جو کہ درج ہے۔

In the name of Allah, the Gracious, the Merciful. Asslamoaleikum – Peace be on you all. H.E Excellency, distinguished guests and friends. I Believe in God – I Cherish Humanity – I Uphold the Values of: Unity and Togetherness – Harmony and Peace – Respect and Friendship. And, my motto is, LOVE FOR ALL – HATRED FOR NONE

پروگرام کے مطابق، بچوں کے پیغامات کے بعد، مذہبی راہنماؤں نے دعائیں پیش کرنی تھیں۔ چنانچہ جب بچوں کا پروگرام ختم ہوا تو عزت مآب سابق صدر مملکت صاحبہ نے مبلغ سلسلہ کو دعوت دی۔ خاکسار نے قرآنی دعائیں خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کیں اور ان کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ جب قرآنی دعائیں تلاوت کی جارہی تھیں تو سب حاضرین مکمل خاموشی اور عقیدت کے ساتھ ہمہ تن گوش رہے اور سب پر ایک روحانی اثر واضح تھا جس کا بعد میں انہوں نے ذکر بھی کیا کہ دعاؤں کے دوران ایک خاص قسم کا سکون اور روحانیت محسوس ہو رہی تھی۔ اس پروگرام کی میڈیا کوریج بھی ہوئی اور نیشنل ٹیلیویژن کو مختصر تاثرات بھی دیئے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذلك

اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے جو ہمیشہ جماعت کے شامل حال رہتا ہے جماعت کو نمایاں طور پر اسلام احمدیت کی نمائندگی کی توفیق ملی اور بفضل اللہ تعالیٰ اسلام احمدیت کی نمائندگی سب پر بالا رہی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذلك

تائید الٰہی کا نظارہ

اس موقع پر مالٹا میں لیبیا کے زیر انتظام چلنے والی مسجد (جو کہ واحد باقاعدہ مسجد ہے) کے امام مکرم ومحترم امام محمد السعدی صاحب بھی موجود تھے۔ مبلغ سلسلہ اور دوسرے مذہبی راہنماؤں کے بعد انہوں نے بھی کچھ باتیں کیں اور انگریزی زبان میں بعض دعائیں پڑھیں۔

چند سال قبل مسجد کے امام صاحب نے ایک ٹیلیویژن انٹرویو میں کھل کر جماعت کی مخالفت کی تھی اور کہا تھا کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں اور ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے۔

خدا تعالیٰ، جو ہمارا مولیٰ ہے اور ہمیشہ اپنی تائید ونصرت فرماتا ہے، نے اُس موقع پر بھی جماعت کی تائید ونصرت فرمائی تھی اور اس بین المذاہب پروگرام میں بھی جماعت کی خاص تائید ونصرت فرمائی۔ وہی امام صاحب جو احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے آج وہ احمدیوں کو اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے دیکھ اور سن رہے تھے بلکہ ان

بقیہ صفحہ 14 پر

صفیہ بشیر سامی۔ لندن

محبتوں بھرے احسان

اے ماں تجھے سلام

کچھ دن ہوئے محترم ایڈیٹر صاحب الفضل (آن لائن) نے مجھے ایک مضمون بعنوان 'دلچسپ خود نوشت حالات، قربانیاں اور افضال الٰہی' کمپوز کرنے کے لئے بھجا۔ جو مکرم حامد کریم محمود صاحب کا اپنے والد محترم چوہدری فضل کریم صاحب کے ذکر خیر کے بارے میں تھا۔

جب میں نے لکھنا شروع کیا تو نہ میں مضمون نگار کو جانتی تھی اور نہ ہی ان کے والد صاحب کو۔ میں تو حرف حرف جوڑ کر الفاظ بنانے بیٹھی تھی لیکن جوں جوں میں مضمون کے ساتھ آگے بڑھتی گئی۔ اسی میں کھو گئی۔ اس میں کچھ نام ایسے تھے جن کے ساتھ کچھ یادیں جڑی تھیں۔تحریر نے سارے دریچے کھول دئے اپنی کرسی پر بیٹھی کمپیوٹر پر پوروں سے بٹن دباتی ہوئی میں 70 سال پُرانے زمانے میں پہنچ گئی بہت سی دُھندلی یادوں کے سوئے جاگے خوشبوؤں میں بسے مہکتے باغ میں پہنچ گئی۔ انسان خوشی کا وقت جلدی بھول سکتا ہے مگر تکلیفیں درد جگاتی رہتی ہیں۔ اب سنئے! مجھے کیا یاد آیا تھا۔

پارٹیشن کے بعد میری امی جان ہم بچوں کے ساتھ لاہور سے اپنی بڑی بہن خالہ جی صالحہ (مرحومہ) کے پاس پنڈی بھٹیاں آگئیں اور میرے اباجان فیصل آباد (لائل پور) چلے گئے۔ وہاں اُنہوں نے ایک گھر اور ایک دکان امین پور گول بازار اپنی احمدیہ مسجد کے عین سامنے اپنے نام الاٹ کروالی۔ اور ہمیں پنڈی بھٹیاں سے غالباً 1949ء کے شروع میں اپنے پاس لائل پور بلوالیا۔ پارٹیشن کے بعد بے حد غربت کا زمانہ تھا۔ اباجان جو بھی کام شروع کرتے کامیابی نہ ہوتی۔ ہم سب چھوٹے چھوٹے بچے تھے ہمارے والدین نہ جانے کیسے ہمارے لئے دانہ دُنکا ڈھونڈ کر لاتے۔ انہیں دنوں فرقان فورس کے لئے رضا کاروں کی تحریک شروع ہوئی تو محاذ پر جانے کے لئے مکرم عبدالرحمٰن صاحب (گڈیاں والے) کا نام تجویز ہوا۔ وہ اپنی کاروباری مصروفیت کی وجہ سے نہیں جاسکتے تھے لہذا میرے اباجان کا نام پیش ہوگیا اُس وقت میرے بھائی محمد اسلم خالد کی پیدائش کے دن قریب تھے لیکن پھر بھی میری بہادر اُمی جان نے یہ کہہ کر کہ محاذ پر جانے کے لئے ضرورت پڑی ہے تو ضرور جائیں دُنیا میں ایسی عورتیں بھی تو ہیں جو بچے جنگلوں میں پیدا کرتی ہیں اُن کو جانے کی اجازت دے دی۔

عبدالرحمٰن صاحب نے ہمارے خرچے کا بوجھ اُٹھانے کی ذمہ داری لے لی۔ ہمارے گھر کے سامنے مسجد احمدیہ تھی مسجد کے اُوپر والے حصے میں مبلغ انچارج محترم محمد اسماعیل دیالگڑھی صاحب اپنی فیملی کے ساتھ قیام پزیر تھے اور نیچے جو میری یاد میں دو دکانیں ہیں وہ چاچاجی فضل کریم صاحب اور چاچاجی محمد یوسف صاحب کی تھیں، یہ سب لوگ ہمارے محافظ بن گئے۔ اور ایک میرے اباجان کے کزن بھائی تایاجی شیخ غلام محمد صاحب ساتھ والے گاؤں (تروڑہ) میں رہتے تھے وہ بھی ہمارا سہارا بنے رہے بلکہ بہت ساتھ دیا۔ اللہ اُن کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

ہم چار بہنیں اپنی اُمی جان کے پَر بن گئیں۔ بڑی بہن گھر میں اُمی جان کے ساتھ کام میں مدد کرتیں۔ میں چونکہ نُو یا دس سال کی تھی اس لئے باہر کے کام میرے ذمہ ہو گئے جو میں بھاگم بھاگ کرتی۔ چھوٹی دونوں بہنیں ایک چھ سال کی جو اکثر میرے ساتھ اُنگلی پکڑے باہر کے کاموں میں ساتھ دیتی اور چھوٹی اُمی جان کے ساتھ گھر پر رہتی۔

اباجان کشمیر ہی میں تھے کے میرے بھائی کی پیدائش کا وقت آ گیا۔ جانے سے پہلے اباجان نے مجھے وہ گھر دکھا دیا تھا جہاں دائی اماں رہتی تھیں۔ رات کے وقت جب میری امی جان کو ضرورت محسوس ہوئی تو میں محترم خالو جی محمد اسماعیل دیالگڑھی صاحب کے ساتھ دائی اماں کو بلانے چلی گئی اُس بے حد مشکل وقت میں خالہ جی (اہلیہ مشنری محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی) میری اُمی جان کے پاس تھیں۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہم چار بہنوں کے بعد بھائی کی شکل میں نعمت عطا فرمائی۔ میرے اباجان تین ماہ کے بعد کشمیر سے واپس آئے تو مالی مشکلات ویسے کی ویسے ہی مُنہ کھولے کھڑی تھیں۔ ماشاء اللہ فیملی بھی بڑی ہوگئی تھی۔ اباجان کے چار بھائی پہلے سے ہی افریقہ میں مقیم تھے اُنہوں نے اباجان کو بھی وہاں بلوالیا تا کہ مالی مشکلات کم ہوں اُس دوران میں ہماری اُمی جان نے کن مشکلات سے وقت گزارا اور ہمارے چاچاجی فضل کریم صاحب نے اور چاچاجی شیخ محمد یوسف صاحب نے اور ہمارے اباجان کے کزن بھائی نے کس کس طرح ہمارا ساتھ دیا۔ یہ احسانات زندگی بھر نہیں بھولے جاسکتے۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

چاچاجی محمد یوسف صاحب کا غالباً چینی کا ڈپو ہوتا تھا جہاں راشن پر چینی ملتی تھی اور چینی موٹے سے کپڑوں کے تھیلوں میں ہوتی تھی اُمی نے محترم چاچاجی سے ایک بار وہ تھیلے لئے تھے۔، اُمی جان نے اُن کو اچھی طرح دھولیا اور میری بڑی بہن کے برقعہ کے لئے تیار کرلیا۔ کپڑے سینے کی مشین ابھی بھی ہمارے پاس نہیں تھی اور اب سلائی کے لئے میں چاچاجی فضل کریم کے پاس جا کر بتاتی کہ اُمی جان نے کپڑے سینے ہیں تو ہمیں مشین چاہیئے۔ پھر چاچاجی محترم فضل کریم صاحب رات کو مشین ہمارے گھر کی سیڑھیوں پر رکھ دیتے ہم اُوپر لے آتے میری ماں رات بھر ہمارے کپڑے سیتیں اور صبح سویرے مشین واپس کر دی جاتی۔ امی جان مشین استعمال کر کے اسے اچھی طرح صاف ستھرا کرتیں اور اُس کے کَل پرُزوں کو تیل وغیرہ دے کر واپس کرتیں جس پر چچا فضل کریم صاحب بہت خوش ہوتے کہ مشین ہلکی ہوگئی ہے۔

عید ہو یا ویسے ہی ہم بچوں کے کپڑے بنانے ہوں تو چاچاجی فضل کریم صاحب کی مشین رات کو ہمیں مل جاتی لیکن یقین مانیں مجھے نہیں یاد کہ رات بھر کبھی مجھے یہ یاد ہو کہ رات کو مشین کی کبھی آواز مجھے سنائی دی ہو کیونکہ ہم بچوں کی نیند ہی ایسی ہوتی ہے مگر قربان جاؤں اُس ماں کے جو پوری رات جاگ کر ہمارے کپڑے سیتی تھیں اور دن بھر ہم بچوں کی دیکھ بھال کھانا پکانا اور ضروریات زندگی پوری کرتیں۔ میری اُمی جان اپنے حلقہ میں چندہ لیا کرتی تھیں۔ ایک دن میری اُمی جان محترم شیخ محسن صاحب کے گھر چندہ کے لئے گئیں تو بیگم صاحبہ نے پوچھ لیا کہ کیا آپ جلسہ سالانہ پر ربوہ جارہی ہیں؟ میری اُمی جان نے نہیں میں جواب دیا وہ زیرک خاتون تھیں سمجھ گئیں کہ کیوں نہیں جارہیں اُسی وقت کچھ رقم میری اُمی جان کے ہاتھ پر رکھی اور کہا آپ جلسہ پر ضرور جائیں۔ کس احمدی کا دل نہیں چاہتا کہ جلسہ ہو اور وہ اپنے مرکز میں نہ جائے اور وہ بھی پارٹیشن کے بعد غالباً پہلا یا دوسرا جلسہ تھا۔ گھر آ کر میری اُمی جان نے ربوہ جلسہ پر جانے کا پروگرام بنالیا اور تیاری شروع کر دی ہم پانچ بچے اور اُمی جان ہوسکتا ہے رقم کچھ کم ہو تو اس لئے اُنہوں نے اپنے سونے کے کلپ چاچاجی محمد یوسف صاحب کے پاس گروی رکھنے کی درخواست کی جو اس لئے قبول نہ ہوئی کہ میرے پاس تو اتنی رقم نہیں ہے جو میں آپ کو دے سکوں۔ پھر دوسرے چاچاجی فضل کریم صاحب کے پاس وہ کلپ بھجوائے تو اُنہوں نے کلپ واپس کر دئے اور 40 روپے بھی ساتھ دیئے کہ آپ لوگ آرام سے جلسہ پر جائیں۔ غالباً 1950ء کی یہ بات ہے کہ جلسہ سالانہ کے دن قریب تھے تایاجی غلام محمد صاحب ہمیں جلسہ پر ربوہ جانے کے لئے فیصل آباد اسٹیشن ٹرین پر چڑھانے آئے۔ ہمیں جلدی جلدی گاڑی میں بیٹھایا اور گاڑی چل پڑی ٹکٹ اور باقی رقم تایاجی کی جیب میں واپس چلے گئے اور ہم سب بغیر ٹکٹ اور رقم کے ٹرین میں سفر کر رہے تھے۔ اب سوچتی ہوں اُس وقت میری اُمی جان کتنی اذیت میں ہونگی جب بغیر ٹکٹ سفر کر رہے ہوں گے! وہ تو گاڑی ہمارے احمدیوں سے بھری ہوئی تھی اور اگر ٹکٹ چیکر آجاتا تو بہت مشکل ہو جاتی۔ خیر ربوہ کا اسٹیشن آیا جلدی جلدی بچوں کو اُتارا اور گاڑی چل پڑی میری اُمی ٹرین میں ہی رہ گئیں اللہ کا شکر ہے کہ گارڈ نے جلدی سے زنجیر کھینچی اور ٹرین رُک گئی۔ تب تک اسٹیشن خالی ہو چکا تھا اور اس طرح اللہ نے میری اُمی جان کی مدد فرمائی اور ہم بے ٹکٹے ربوہ پہنچ گئے۔

جہاں تک مجھے یاد ہے یہ مشکلات کا دور قریباً ڈیڑھ دوسال تک رہا ہوگا۔ کیونکہ جب اباجان افریقہ چلے گئے تو کچھ عرصہ بعد ہم سب ربوہ شفٹ ہوگئے۔ اباجان کی طرف سے منی آرڈر بھی آنے شروع ہوگئے۔ مالی حالات بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر سے بہتر ہونے لگے۔ افریقہ جاتے ہوئے اباجان اپنی دکان تایاجی غلام محمد صاحب کو دے گئے تھے جس کا ذکر حامد کریم صاحب نے کیا ہے کہ آدھی دوکان شیخ غلام محمد صاحب کی کرایہ پر لے لی۔ جب ہم ربوہ شفٹ ہوئے تو مکان بھی اپنے تایاجی شیخ غلام محمد صاحب کے حوالے کر دیا تھا۔ مَیں نے نَو دس سال کی عمر میں فیصل آباد چھوڑا تھا دوبارہ ایک دو بار فیصل آباد گئی ضرور ہوں مگر کبھی وہ گھر یا وہ مقام نہیں دیکھے جہاں میری ماں نے تکلیف دہ دن گزارے تھے۔

اُن ڈیڑھ دو سالوں کا اب سوچتی ہوں تو آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں کہ ہماری اُمی جان نے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ کیسے اتنی ہمت اور حوصلے سے وقت گزارا ہوگا۔ اور اُن محسنوں کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں جنہوں نے اُس مشکل ترین وقت میں ہمارا ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ میرے والدین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمارے تمام محسنوں کے درجات بلند فرمائے اور اُن کی تمام اولاد کو خوشیاں اور سکون عطا فرمائے۔ آمین

ایڈیٹر کے نام خطوط

الفضل آن لائن اس وقت ہم سب کی تربیت کے لئے از حد مفید کام کر رہا ہے

• مکرمہ عفت وہاب بٹ۔ ڈنمارک سے لکھتی ہیں:

خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت سے الفضل آن لائن تیزی سے ترقیات کی منازل طے کرتا نظر آ رہا ہے خلیفہ وقت کی خاص دعاؤں اور توجہ کے ساتھ تمام ٹیم کی انتھک محنت رنگ لا رہی ہے اور اس آن لائن اخبار کی مقبولیت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ الحمد للہ

خاکسار اسی مناسبت سے کچھ کہنا چاہتی ہے کہ اگر ہم والدین اپنے بچوں کو محنت کر کے اپنے اخبارات سے جو اردو میں ہیں ان سے متعارف کروائیں اور کوشش کریں کہ کسی نہ کسی طور پر ہمارے بچوں کی انسیت ان سے بڑھے۔ تو ضرور اللہ مدد فرماتا ہے۔ آج کل ہم سب کے پاس فون ہاتھ میں ہوتا ہے اس سے فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے۔ خاکسار اپنے بچوں کو (جن میں اکثر اب خود بچوں والے ہیں) جو بھی تربیتی معلوماتی یا اصلاحی مضمون اخبار الفضل آن لائن میں آتا ہے اور وقت کے تقاضوں کے عین مطابق ہوتا ہے ان کو آڈیو میں ٹیپ کر کے آسان لفظوں میں اور وضاحت کے ساتھ بھجوا دیتی ہوں تا کہ وہ جب بھی وقت ہوں سن لیں۔ اس تمہید کے بعد آپ سے ایک چھوٹا سا ذاتی نوعیت کا واقعہ شئیر کرنا چاہوں گی صرف اس لئے کہ الفضل آن لائن کے تمام قارئین اور کارکنان کو اس سے خوشی بھی ہو اور ہمت بڑھے۔

خاکسار کو محترم ایڈیٹر صاحب کی جانب سے کچھ کام کرنے کو ملا تو اسی دوران ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہوئے خاکسار کے ہاتھ سے کمپیوٹر چھوٹ کر گیا اور اس میں کافی خرابیاں پیدا ہوگئیں اور اس پر کام کرنا بڑا پریشان کر رہا تھا۔ میری بیٹی جو خود ایک بچی کی ماں ہے نے دیکھا تو پوچھا کہ ایسے کیسے آپ کا کام ختم ہوگا میرے جواب پر کہ کوئی نہیں تھوڑا مشکل تو لگ رہا ہے مگر ان شاءاللہ ہو جائے گا۔ دوسرے دن جاب پر بیٹی کا فون آیا کہ آپ گھر پہنچ کر مجھے یاد سے فون کریں۔ جب خاکسار گھر آئی تو دیکھا کہ بیڈ پر ایک پیکٹ رکھا ہے اور اس پر ''الفضل آن لائن کے لئے'' لکھا ہے۔ حیرانگی سے غور کیا تو نیا کمپیوٹر تھا بیٹی نے فون کرنے پر بتایا کہ یہ آپ کو نہیں دیا بلکہ میں نے ''الفضل آن لائن'' کو تحفہ دیا ہے اور آپ کو اس کی مزید خدمت اور برکات کو سمیٹنے کے لئے آپ کے سپرد کیا ہے کیونکہ الفضل آن لائن اس وقت ہم سب کی تعلیم و تربیت کے لئے از حد مفید کام کر رہا ہے۔ اس لئے اس کمپیوٹر کا نام بھی الفضل آن لائن کمپیوٹر رکھا گیا ہے۔ الحمد للہ

• مکرم سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ لکھتے ہیں:

آج الفضل 18مارچ 2022ء میں خاکسار نے مکرم برادرم حامد کرم صاحب مبلغ ہالینڈ کا مضمون ان کے والد محترم جناب چوہدری فضل کریم صاحب مرحوم کے بارے میں ''احمدیت کا ورثہ'' پڑھا۔ اللہ تعالیٰ حامد کریم صاحب کو جزا دے۔ یہ مضمون پڑھ رہا تھا تو جامعہ احمدیہ میں حامد کریم صاحب خاکسار کے کلاس فیلو بھی رہے ہیں۔ ان کے ساتھ اکثر گھوکھووال ان کے گھر جانا ہوتا تھا اور ان کے والد سے اس طرح ہمارا ایک مضبوط تعلق ہوگیا تھا۔ مکرم فضل کریم صاحب بہت نفیس، شریف النفس اور متقی بزرگ شخصیت کے حامل تھے۔ اپنی مسجد میں روزانہ صبح نماز فجر کے بعد بچوں کو قرآن کریم با ترجمہ بھی پڑھاتے میں نے بارہا دیکھا ہے۔ بلا کے مہمان نواز تھے۔ ہم چند دوست حامد کریم صاحب کے ساتھ ان کے گھر جاتے تھے۔ جتنے دن بھی رہتے تو ان کے ابا جان اور والدہ صاحبہ بہت عزت سے پیش آتے اور ہماری مہمان نوازی میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ جامعہ کے طلبہ اور پھر واقف زندگی ہونے کے باعث وہ ہم سب کا بہت احترام بھی کرتے تھے اسی طرح آپ کے سارے بیٹے جن میں راشد کریم، ماجد کریم، رافع کریم، رافت کریم سب ہمارے ساتھ پیار و محبت اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔ آمین

• مکرم طاہر احمد۔ فن لینڈ سے لکھتے ہیں:

آج مورخہ 22 مارچ 2022ء کے شمارہ میں شائع کردہ مضمون ''اسکنڈے نیوین ممالک میں الہام کا پورا ہونا'' جو نبیلہ رفیق فوزی صاحبہ نے ناروے سے تحریر کیا ہے وہ خاکسار چند گھنٹوں میں دو بار پڑھ چکا ہے اور مزید پڑھنے کی طلب ہے۔ اس کی ایک وجہ شاید یہ ہے کہ خاکسار کا تعلق بھی اسی خطہ سے ہے اور ایک قدرتی قلبی تعلق ہے۔ دوسری وجہ شاید یہ ہو کہ مکرم سید کمال یوسف سے برسوں کا احترام کا تعلق ہے اور ان کی صحبت سے بہت کچھ سیکھنے اور جذب کرنے کا موقع ملتا رہا ہے۔ محترمہ نے اپنے مضمون میں اس بزرگ کا جس محبت اور تفصیل سے ذکر کیا ہے اس نے اس مضمون کو اور بھی دلکش بنا دیا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے واقعات پڑھ کر اور اس دور کے بزرگ جو آج بھی ہم میں موجود ہیں (یعنی کمال یوسف صاحب) کی وجہ سے دور مصلح موعودؓ سے ایک براہ راست تعلق کا احساس ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اور ایک اور خاص تاریخی وجود محترم نور بولستاد صاحب کی عمر اور صحت میں برکت ڈالے اور ہمیں اور نئی نسل کو ان سے سیکھنے اور عمل کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

• مکرمہ امۃ الباری ناصر۔ امریکہ سے لکھتی ہیں:

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ الفضل آن لائن کو چار چاند لگائے رکھے اور ہم سب کو اسلام و احمدیت کی آواز کو بلند سے بلند کرنے کے لئے اس کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور اس کی ترقی و ترویج میں تمام کارکنان، خدمتگار، مددگار اور قارئین کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

• مکرم عبد القدیر قمر لکھتے ہیں:

آج 22مارچ 2022ء کا اخبار پڑھا اور آپ اور ان تمام مجاہدین کے لیے دعا کی توفیق ملی جو سچائی کا پیغام پہنچانے کے لیے اپنے گھروں سے دور دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ اللہ ہمیں اور ہماری اولادوں کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

• مکرمہ صادقہ چوہدری۔ کینیڈا سے لکھتی ہیں:

الفضل کا یہ روحانی مائدہ اس قدر موثر ہے کہ دل و دماغ میں اترتا جا رہا ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔

بقیہ: بھانڈے قلعی کرا لو ...... از صفحہ 3

اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

• مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیمَاناً وَاحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

کہ جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کے گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

اس حدیث میں لفظ صَامَ میں انسانی برتن نما تمام اعضاء مخاطب ہیں۔ رمضان،انسانی برتن نما اعضاء جیسے آنکھ، کان، زبان، ناک، ہاتھ اور دل کی صفائی ستھرائی کا بہترین ذریعہ اور موقعہ ہے۔

رمضان کے حوالے سے تو اب باتیں ماہ رمضان میں ہوتی رہیں گی۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح برتنوں کو قلعی کرنے کے لئے تپش کی ضرورت ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ tin لگا کر کپڑے سے صفائی ہوتی ہے۔ اسی طرح رمضان، رَمض سے نکلا ہے۔جس کے معنی گرمی اور تپش کے ہیں۔ اس لئے انسانی اعضاء کو رمضان کی بھٹی میں ڈال کر اگر مومن قرآن کریم کی تعلیم، احادیث میں بیان فرمودات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام و خلفاء کے ارشادات سے قلعی کرے گا تو تمام انسانی اعضاء چمک دمک جائیں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’رَمَضَ سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رَمَضَان میں چونکہ انسان اَکلْ و شُرب اور تمام جسمانی لذّتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رَمضان ہوا۔ اہلِ لُغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا، اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رَمَضَ سے مراد رُوحانی ذوق و شوق اور حرارتِ دینی ہوتی ہے۔ رَمَضَ اس حرارت کو بھی کہتے ہیں، جس سے پتھر گرم ہو جاتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 136 ایڈیشن 1988ء)

اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’یہاں رہنے والوں کو یا بعض لوگوں کو شاید قلعی کا صحیح اندازہ نہ ہو کہ برتن کو قلعی کرنے کا طریق کیا ہے؟ پُرانے زمانے میں تانبے اور دھاتوں کے برتن ہوتے تھے اور کچھ عرصے بعد انہیں قلعی کروانا پڑتا تھا۔ پاکستان میں اور ہندوستان میں رہنے والے لوگوں کو تو اندازہ ہو گا کہ کس طرح قلعی ہوتی ہے اور خاص طور پر جو ہمارے لنگر خانوں میں ڈیوٹی دینے والے ہیں اُن کو بھی اندازہ ہے کیونکہ جلسہ سالانہ میں دیگیں قلعی کروائی جاتی ہیں۔ قلعی کے لئے پہلے برتن کو آگ میں ڈالا جاتا ہے پھر اُس پر نوشادر یا کچھ کیمیکل ملے جاتے ہیں یا مَل کے آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ بہر حال اُس کے بعد پھر ایک سفید چمکدار دھات ہوتی ہے وہ اُس پر مَلی جاتی ہے۔ جب اچھی طرح اُس کا گند پہلے سے اتارا جائے اور پھر یہ دھات مَل کے اُس کو ایک کپڑے سے اچھی طرح پالش کیا جائے تو پھر وہ برتن اس طرح بالکل صاف شفاف اور چمکدار ہو جاتا ہے جیسے چاندی کا برتن ہو۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 11 مارچ 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک میں اپنے اعضاء کو پاک صاف کرنے اور دینی تعلیمات کے مطابق ان کا استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمیشہ جاری رہے۔

(ابوسعید)

بقیہ: سحر اور افطار میں اعتدال ...... از صفحہ 4

اور احترام سے چیز دیں کسی غریب کو یا ایسے شخص کو جو نسبتاً غریب ہے کہ اس میں محبت کا پہلو غالب ہو اور صدقے کا کوئی دور کا عنصر بھی شامل نہ ہو تو یہ وہ افطاری ہے جو آپ کے لئے باعث ثواب بنے گی اور آپ کے حالات بھی سدھارے گی۔

مگر جب آپ افطاری کی دعوتیں کرتے ہیں تو بعض دفعہ بالکل برعکس نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ روزہ کھول کے انسان ذکر الٰہی میں مصروف ہو قرآن کریم کی تلاوت کرے جو تراویح پڑھتے ہیں وہ تراویح کے لئے تیار ہو کر جائیں اس کی بجائے مجلسیں لگ جاتی ہیں جو بعض دفعہ اتنی لمبی چل جاتی ہیں کہ عبادتیں بھی ضائع ہونے لگتی ہیں اور اگر اس دن کی عشاء کی نماز پڑھ بھی لیں وقت کے اوپر تو دوسرے دن تہجد کی نماز پر اثر پڑ جائے گا۔

رمضان کے مہینے میں یہ مشاغل کرنا اس قسم کے یہ میرے نزدیک رمضان کے مقاصد سے متصادم ہے۔ اس سے ٹکرانے والی بات ہے۔ تو جو افطاریاں ہو چکیں پہلے ہفتے میں ہوگئیں آئندہ سے توبہ کریں اور مجالس نہ لگائیں گھروں میں۔ مجالس وہی ہیں جو ذکر الٰہی کی مجلسیں ہیں اور افطاری کی مجلسوں کو میں نے نہیں کبھی ذکر الٰہی کی مجلسوں میں تبدیل ہوتے دیکھا۔ پھر وہ سجاوٹ کی مجلسیں بن جاتی ہیں، اچھے کپڑے پہن کر عورتیں، بچے جاتے ہیں۔ وہاں خوب گپیں لگائی جاتی ہیں، کھانے کی تعریفیں ہوتی ہیں اور طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسرے دن اپنے تہجد کو ضائع کر دیتے ہیں اور پھر بے ضرورت باتیں بہت ہوتی ہیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ جنوری 1997ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے والا بنائے اور ہمیں تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہوئے رمضان کے روزوں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز ...... از صفحہ 5

محسوس ہو رہا تھا جیسے حضور کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہوں۔ حضور انور کے ہمارے ملک میں آنے سے (شکرانے کے باعث) ہماری آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ حضور کو اپنے درمیان موجود پانا ناقابل یقین تھا اور بے حد جذباتی کر دینے والا تھا۔ حضور انور کا سارا دورہ ہی پلک جھپکتے گزر گیا۔

لیکن سب سے اچھی چیز یہ تھی کہ جب ہم حضور انور کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بھاگتے تھے اور پھر حضور کے اپنے پاس سے گزرنے کا انتظار کرتے تھے۔ حضور انور کے دورہ سے مجھے ذاتی طور پر بہت بہتری محسوس ہوئی ہے۔ کیونکہ اب میں جب بھی کچھ کرنے لگتی ہوں تو مجھے ہمیشہ یہی خیال آتا ہے کہ حضور اس سے خوش ہوں گے یا نہیں؟ اب میں اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی زیادہ توجہ دیتی ہوں اور اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ احساس کرتی ہوں۔

مسجد میں الوداعی تقریب

حضور انور کی نیوزی لینڈ سے روانگی 5 نومبر 2013ء کو ہوئی۔ الوداعی تقریب بعد نماز فجر مسجد میں ہوئی جہاں احمدی احباب حضور انور کو الوداع کہنے کے لیے جمع تھے۔ مجھے یاد ہے کہ یہ نہایت جذباتی ماحول تھا اور نماز فجر میں ادا کیے جانے والے چاروں سجدے معمول سے زیادہ لمبے تھے۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ جس کے بعد آپ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ یوں احمدی احباب نے اس دورہ کے اختتام پر حضور انور کو آخری بار اللہ حافظ کہا۔

جاپان کے لیے روانگی

چند گھنٹوں کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور ایئرپورٹ کی طرف سفر کا آغاز ہوا۔ مکرم اقبال صاحب (صدر جماعت نیوزی لینڈ) اپنے نیوی لباس کو زیب تن کیے اپنے آخری فریضہ کو ادا کرنے کے لیے ایئرپورٹ پر مستعد کھڑے تھے۔ گویا وہ حضور انور کو الوداعی salute کرنے آئے ہوں۔ میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ آپ اور دیگر احمدی احباب جو ایئرپورٹ پر آئے تھے، نے نہایت جذباتی انداز میں حضور انور کو الوداع کہا۔ نہایت شفقت کے انداز میں حضور انور نے ان کی سمت میں ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہا۔ بالآخر حضور انور اور جملہ ممبران قافلہ اس دورہ کے آخری مرحلے کے لیے جاپان روانہ ہوگئے۔ جہاں ایک ہفتے کے قیام کا پروگرام تھا۔

(ڈائری عابد خان دورہ حضور انور 28 اکتوبر تا 5 نومبر 2013)

ایک غیر احمدی فوٹوگرافر کا دلچسپ مشاہدہ

جب ہم اکٹھے بیٹھے تو وہ فوٹوگرافر جو Daily Telegraph سے تعلق رکھتا تھا، اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا وہ حضور انور کے دفتر میں دوبارہ جا سکتا ہے تا کہ چند مزید تصاویر بنا سکے۔ میں نے انہیں بتایا کہ حضور انور اس وقت احمدیوں سے ملاقات فرما رہے ہیں اس لیے یہ ممکن نہ ہے۔ جب میں نے ان سے یہ پوچھا کہ کیا انہیں حضور انور کی تصاویر بنانے کا موقع نہیں ملا تو انہوں نے بتایا کہ وہ پہلے ہی ضرورت سے زیادہ تصاویر بنا چکے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہیں حضور انور کا چہرہ ایسا خوبصورت اور پُرنور لگا ہے کہ ان کی خواہش ہے کہ چند مزید تصاویر بنائیں۔ جب میں نے یہ سنا تو مجھے فوراً خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ چند لوگ سچائی کو سچے انسان کا چہرہ دیکھ کر ہی پہچان لیتے ہیں۔ اس جرنلسٹ کے تبصرے نے حضور انور کے وجہِ مبارک کی خوبصورتی اور طلسمی کشش کو خوب عیاں کیا۔

(دورہ آسٹریلیا حضور انور 2013 پہلا حصہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری لندن یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 17/ مارچ 2022ء بروز جمعرات دوپہر 12 بجے اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم نثار احمد صاحب ابن مکرم ثناء اللہ خان صاحب (نوٹنگھم۔ یوکے)

13 مارچ 2022 کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم کے پڑدادا حضرت چوہدری فضل دین صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ چندوں میں باقاعدہ اور پر جوش داعی الی اللہ تھے۔ پاکستان میں اپنی جماعت میں بطور سیکرٹری تحریک جدید اور سیکرٹری وقف نو خدمت کی توفیق پائی۔ اکتوبر 2021 سے یوکے میں مقیم تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرمہ منیبہ لیاقت صاحبہ

16 فروری 2022ء کو 21 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ آپ وقف نو کی تحریک میں شامل تھیں۔ مرحومہ خلافت کی جانثار اور فرمانبردار، بڑی ذہین، محنتی اور باقاعدگی سے اپنے چندے ادا کرنے والی تھیں۔ نمازوں کی نہ صرف خود پابندی کرتی بلکہ گھر کے باقی افراد کو بھی نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتی تھیں۔ بیماری کا بڑے صبر اور حوصلہ سے مقابلہ کیا۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ مکرم کریم الدین شمس صاحب مبلغ سلسلہ تنزانیہ کی خالہ زاد بہن تھیں۔

2- مکرم محمود احمد گھمن صاحب (جرمنی)

10 دسمبر 2021ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم بہت دعا گو، نمازوں اور قرآنِ کریم کی روزانہ تلاوت کی پابندی کرنے والے تھے۔ آپ خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ چندوں میں بہت باقاعدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

3- مکرم ناصر جاوید خان صاحب (یوکے)

13 مارچ 2021ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم نے یوکے جماعت کے Human Resources ڈیپارٹمنٹ کے انچارج کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے جماعت میں یہ شعبہ خود قائم کر کے اسے اچھے طریقے سے آرگنائز کیا۔ پبلک ریلیشنز کی خاص صلاحیت رکھتے تھے۔ بہت محنتی، مخلص، نیک اور باوفا انسان تھے۔ جب بھی کسی خدمت کا موقع ملا اس کو انتہائی محنت اور دیانت داری سے نبھایا۔ ان سے اگر کوئی مشورہ مانگا جاتا تو تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر بہت اچھا مشورہ دیا کرتے تھے۔ بہت سلجھی اور محتاط گفتگو کیا کرتے تھے۔ نمازوں اور دیگر عبادات میں بہت باقاعدہ تھے۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہے۔

4- مکرم منظور احمد صاحب ابن مکرم چوہدری اللہ رکھا صاحب

16 فروری 2022ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم کو تقریباً 61 سال تک تحریک جدید کے مختلف دفاتر میں خدمت کی توفیق ملی۔ 45 سال سے وکالت تبشیر ربوہ میں کام کر رہے تھے صوم صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، بہت دھیمے مزاج کے مالک، غریبوں کا خیال رکھنے والے، مہمان نواز اور خوش اخلاق عاجز انسان تھے۔ پسماندگان میں چھ بیٹے اور تین بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مکرم حامد رضی اللہ صاحب مربی سلسلہ کازان (رشیا) میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

5- مکرم وسیم احمد طاہر صاحب

25 فروری 2022ء کو 51 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، مہمان نواز، ملنسار، نڈر، صابر اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ آپ اپنے آبائی گھر میں مقیم تھے۔ زمیندارہ کے ساتھ ساتھ شہر میں اپنی ایک دکان چلا رہے تھے۔ پسماندگان میں بوڑھی والدہ کے علاوہ اہلیہ، ایک بیٹا، ایک بیٹی، دو بھائی اور تین بہنیں شامل ہیں۔ آپ مکرم ندیم احمد طاہر صاحب کے بڑے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(ادارہ الفضل، تمام مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتا ہے)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: ’’ہمارا کام تو اللہ تعالیٰ خود آسان کر رہا ہے‘‘ از صفحہ 9

کے ساتھ آئے ہوئے ایک دوست مسلسل ان لمحات کو اپنے کیمرہ میں محفوظ کر رہے تھے اور ویڈیو بناتے رہے (ممکن ہے وہ امام صاحب کے فون میں ہی ویڈیو بنا رہے ہوں یا امام صاحب کی ہدایت کی روشنی میں)۔ وہی امام صاحب جو اپنے آپ کو اسلام کا حقیقی نمائندہ سمجھتے ہیں اور قرآن کو زیادہ سمجھنے کے دعویدار ہیں اس موقع پر ایک آیت بھی تلاوت نہ کر سکے مگر اللہ تعالیٰ کے مسیح الزمان جری اللہ فی حلل الانبیاء کی جماعت کے ادنی ترین غلاموں کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ قرآنی دعائیں پیش کرنے کی توفیق ملی۔ وہی امام صاحب جو اپنے آپ کو ہزاروں مسلمانوں کا نمائندہ سمجھتے تھے اس موقع پر صرف ایک دوست کے ساتھ تشریف لائے جب کہ جماعتی وفد چھ افراد پر مشتمل تھا۔ یقیناً یہ سب اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم اور پیارے آقا کی دعاؤں کی برکت ہی ہے کہ جماعت تعداد میں کم ہونے کے باوجود نہایت عظمت اور شان کے ساتھ اسلام احمدیت کی تبلیغ کی توفیق پا رہی ہے۔ یہاں یہ بات نہایت عجز و انکسار کے ساتھ اور محض تحدیث نعمت اور تشکر کے جذبات سے لبریز ہو کر بیان کی گئی ہے۔ اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کہ، ہمارا کام تو اللہ تعالیٰ خود آسان کر رہا ہے، کے تازہ ثبوت کے طور پر پیش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ہم پر اپنے پیار کی نظر رکھے، ہمیشہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے، عاجزی و انکساری ہمارے وجود کا لازمی جز بنادے، ہماری ان حقیر کاوشوں کو اپنے حضور قبول فرمائے، ہمارے مال ونفوس میں برکت دے، تادم آخر ہمیں احسن اور مقبول رنگ میں خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ آمین۔ اَللّٰھم آمین

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ فِیۡ قَلۡبِیۡ نُوۡرًا وَفِیۡ بَصَرِیۡ نُوۡرًا وَ فِیۡ سَمۡعِیۡ نُوۡرًا وَعَنۡ یَمِیۡنِیۡ نُوۡرًا وَعَنۡ یَسَارِیۡ نُوۡرًا وَفَوۡقِیۡ نُوۡرًا وَ تَحۡتِیۡ نُوۡرًا وَاَمَامِیۡ نُوۡرًا وَخَلۡفِیۡ نُوۡرًا وَاجۡعَلۡ لِیۡ نُوۡرًا

(صحیح بخاری کتاب الدعوات، حدیث نمبر 6316)

ترجمہ: اے اللہ! تو میرے دل میں نور پیدا فرما دے، میری آنکھوں میں نور پیدا فرما دے، میرے کانوں میں نور پیدا فرما دے، میرے دائیں میرے بائیں، اوپر اور نیچے اور آگے اور پیچھے نور پیدا فرما دے۔ اور مجھے نورِ مجسم بنا دے۔

یہ سید ومولیٰ، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی حصول نور کی دعا ہے۔ آپ ﷺ فجر کی نماز سے پہلے بھی یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

پیارے قابل صد احترام آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 ستمبر 2010ء میں اس دعا کی تحریک فرمائی ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

فقہی کارنر

حسنِ سلوک اور حقوق کی ادائیگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ہماری تعلیم تو یہ کہ سب سے نیک سلوک کرو۔ حکام کی سچی اطاعت کرنی چاہئے کیونکہ وہ حفاظت کرتے ہیں۔ جان اور مال اُن کے ذریعہ امن میں ہے اور برادری کے ساتھ بھی نیک سلوک اور برتاؤ کرنا چاہیئے کیونکہ برادری کے بھی حقوق ہیں البتہ جو متقی نہیں اور بدعات و شرک میں گرفتار ہیں اور ہمارے مخالف ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے تاہم اُن سے نیک سلوک کرنا ضروری ہے۔ ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو۔ جو دنیا میں کسی سے نیکی نہیں کرتا وہ آخرت میں کیا اجر لے گا۔ اس لئے سب کے لئے نیک اندیش ہونا چاہیئے۔ ہاں مذہبی امور میں اپنے آپ کو بچانا چاہیئے۔ جس طرح طبیب ہر مریض کی خواہ ہندو ہو یا عیسائی یا کوئی ہو غرض سب کی تشخیص اور علاج کرتا ہے۔ اسی طرح نیکی کرنے میں عام اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

(الحکم 17 اگست 1902ء صفحہ 9)

(داؤود احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

شکریہ ادا کرنے کا ایک عملی اور پیارا انداز

ہر اچھی بات مومن کی میراث ہوتی ہے اس کو سامنے رکھ کر پیش کرنا چاہوں گی کہ ڈینش لوگوں کی ایک پیاری عادت دل کو بہت بھاتی ہے کہ جب کبھی آپ ایک معمولی سی فیور کریں یا ان کو اپنے گھر یا باہر کھانے یا لنچ پر مدعو کریں تو بڑی ہی انکساری سے آپ سے معلوم کریں گے کہ گھر سے کون کون مدعو ہے اور وقت کیا ہے؟ جب آجائیں تو پوچھ کر اپنی مقررہ کرسی پر بیٹھیں گے۔ اور آپ کی پیش کی جانے والی ہر چیز کی تعریف بھی کریں گے اور اس کے بارے میں شوق سے معلوم کریں گے کہ یہ کیا ہے اور اس کو کھانے کا کیا طریق ہے؟۔ جاتے ہوئے کمال عاجزی سے شکریہ ادا کریں گے۔ اور اگلے دن ہی آپ کو ہاتھ سے لکھ کر کارڈ بھجوائیں گے یا پھولوں کے پودے، گلدستے کی شکل میں جو اگر ممکن ہو گا تو آپ کے دروازے کے سامنے رکھ دیں گے۔ چاکلیٹ کے پیکٹ سے یا ایک خوبصورت ڈرائنگ بنا کر خوشنودی کا اظہار کریں گے اور آپ کو انہیں مدعو کرنے اور انکی عزت افزائی کرنے کا شکریہ ادا کرنے کا عملی مظاہرہ بھی کریں گے۔

یہ ایک اچھی بات ہے کہ اس سے دل کو خوشی تو ہوتی ہی ہے مگر اگلی دفعہ بلانے کو دل بھی چاہتا ہے۔

(عفت وہاب بٹ۔ ڈنمارک)

02 اپریل 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:56	18:36
مدینہ منورہ	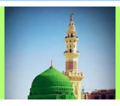	04:54	18:38
قادیان		04:54	18:49
ربوہ		04:33	18:28
اسلام آباد ٹلفورڈ	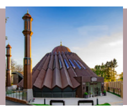	05:07	19:37